محدّث

وداعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا

مجلس التحقیق الاسلامی

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰ روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __   www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

محدّث

لاہور

مدیرِ اعلیٰ
حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مدیرِ معاون
اکرام اللہ ساجد

جلد ۱۵	رجب المرجب ۱۴۰۵ھ (مطابق اپریل ۱۹۸۵ء)	عدد ۷

فہرستِ مضامین

فکر و نظر

۱۔ جنابِ صدر، اسلام کہاں ہے؟ — اکرام اللہ ساجد — ۲

دار الافتاء

۲۔ شرک فی الصفات، نبوت کسبی شئی ہے یا وہبی؟ کفر کی قسمیں؟ وحی کا مفہوم؛ مرتد کی سزا؟ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ؟ حق تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہیں؛ استواء علی العرش وغیرہ! — مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی، مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی مدنی، مولانا حافظ عبدالرشید اظہر مدنی — ۸

مقالات

۳۔ تہذیبِ اطفال، کتاب و سنت کی روشنی میں — مولانا شبیر احمد نورانی — ۲۰

تحقیق و تنقید

۴۔ مراسلات (روح، عذابِ قبر، سماعِ موتیٰ) — چوہدری محمد علی، مولانا عبدالرحمٰن کیلانی — ۲۵

۵۔ آیت اللہ خمینی اپنی تقریر و تحریر کے آئینے میں — جناب غازی عزیر — ۴۱

شعر و ادب

۶۔ غزل — جناب اسرار احمد سہاوری — ۴۸

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں۔

ناشر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی — طابع: چوہدری رشید احمد — مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴ ۔شارع فاطمہ جناح، لاہور

دفتر رابطہ: ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور ۱۴ — زرِ سالانہ: -/۳۰ روپے — فی مجلہ: -/۳ روپے

magazine.mohaddis.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

جنابِ صدر، اسلام کہاں ہے؟

صدرِ پاکستان، جنرل محمد ضیاء الحق نے فرمایا ہے کہ:

"نئے وزیرِ اعظم کے حلف اٹھانے اور سول حکومت کی بحالی کے بعد وُہ بہت زیادہ مسرت اور (اپنے تئیں) ہلکا پھلکا محسوس کر رہے ہیں ــــــ وہ خدا تعالیٰ کے احسان مند ہیں کہ اس نے انہیں قوم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پُورا کرنے کی قوت اور حوصلہ بخشا!" (روزنامہ جنگ ۲۶ مارچ ۱۹۸۵ء)

ــــــ ہم اس "ایفائے عہد" پر صدر صاحب کو "مبارکباد" پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، انہیں یہ بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ان کا بحالیٔ جمہوریت کا یہ وعدہ پوری قوم سے نہیں، بلکہ درحقیقت صرف سیاستدانوں سے تھا، جو اُن کے دورانِ اقتدار ان کے واحد حریف ہیں اور جن میں سے اکثر آج بھی جیلوں میں یا اپنے اپنے گھروں میں نظر بند ہیں۔ لہٰذا یہ فیصلہ کرنا کہ صدر صاحب نے بحالیٔ جمہوریت کے تقاضے کس حد تک پورے کیے ہیں، ان نظر بند سیاستدانوں کا کام ہے! ــــــ البتہ جہاں تک عوام کا تعلق ہے، انہیں اس بحالیٔ جمہوریت سے نہ کل کوئی خاص دلچسپی تھی نہ آج کوئی دلچسپی ہے ــــــ ہاں مگر چند لوگ ایسے ضرور ہیں کہ مغربی جمہوریت سے مرعوب ہونے کے ساتھ ساتھ زبان و قلم تک بھی جن کو رسائی حاصل ہے، وُہ جمہوریت کا ڈنڈا لیے عوام کے سر پر سوار ہیں ــــــ اور یوں اس نعرۂ جمہوریت کو خود ہی انہوں نے عوام کی نظروں میں مقبول تصور کر لیا ہے ــــــ چنانچہ یہ پروپیگنڈہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے کہ:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"عوام نے انتخابات میں بھرپور شرکت کر کے جمہوریت اور انتخابی عمل سے اپنی گہری وابستگی کا ثبوت فراہم کر دیا ہے!"

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انتخابی عمل میں عوام کی اس دلچسپی کو، ان کی جمہوریت پسندی کا نام دینا، ان پر افتراء سے کم نہیں! ــــــ پاکستان کے عوام کو جمہوریت اگر اسی قدر عزیز ہوتی تو وہ غیر جماعتی انتخابات میں جوش و خروش سے حصہ لینے کی بجائے، علمبرداران جمہوریت کے "پس دیوارِ زنداں" دھکیل دیے جانے پر سراپا احتجاج بن جاتے اور ان کی رہائی کے بعد جماعتی بنیادوں پر انتخابات سے کم، کسی قیمت پر راضی نہ ہوتے۔ لیکن اس کے برعکس اگر انہوں نے جمہوریت پرستوں کی طرف سے، ریفرنڈم اور غیر جماعتی انتخابات کے بائیکاٹ کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، حالیہ انتخابات میں حصہ لے کر صدر صاحب کو اپنے عملی تعاون کا یقین دلایا ہے، تو یہ جمہوری قوتوں کی بدترین شکست اور صدر صاحب سے ان کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے! ــ اور کون نہیں جانتا کہ صدر صاحب سے عوام کی یہ محبت اس لیے ہے کہ وہ بار بار اسلام کا نام لیتے رہے، اور اس بناء پر ایک "اسلام دوست حکمران" سمجھے جاتے رہے ہیں ــــــ یہی وجہ ہے کہ عوام نے غیر جماعتی انتخابات میں حصہ لے کر، صدر صاحب کے مقابلے میں جمہوری سیاستدانوں کو شہ مات دی ہے اور صرف اسی لیے انہوں نے موجودہ مارشل لاء کی طوالت کو برداشت کر لیا ہے کہ وہ صدر صاحب کے وعدوں پر اعتبار کر کے ان سے اسلام کی آس لگائے بیٹھے تھے! ــــــ لیکن آج اگر صدر صاحب "اسلام دوستی" کی بجائے "جمہوریت نوازی" پر اتر آئے ہیں اور اس کے لیے خدا تعالیٰ کے احسان مند ہونے کا اظہار بھی کر رہے ہیں، تو یہ عوام کے جذبات کی قدر دانی نہیں، ان کے جذبات سے کھیلنے بلکہ انہیں کچل دینے کے مترادف ہے!ــ

ہمیں اس موقع پر آج سے چند سال قبل کی وہ بات یاد آ رہی ہے، جب عوام، "قومی اتحاد" کے لیڈروں کو، اتحاد توڑ دینے کی بناء پر، سربازار کوستے نظر آتے تھے، لیکن ان لیڈروں کے بقول، "اب بھی ان کے ہاتھ عوام کی نبضوں پر تھے" ــــــ چنانچہ آج بھی کم و بیش وہی صورت حال ہے ــــ اِدھر

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

عوام حیران و پریشان، سوالیہ نگاہوں سے صدر صاحب کا منہ تک رہے ہیں کہ صدر صاحب، وہ اسلام کہاں ہے، جس کا وعدہ آپ نے قوم سے ایک بار نہیں متعدد مرتبہ کیا تھا، بلکہ جسے دوسرے وعدوں پر آپ نے فوقیت دی تھی؟ ـــــ لیکن اُدھر صدر صاحب، مطمئن و مسرور، شاداں و فرحاں یہ اعلان کرتے سنائی دیتے ہیں کہ انہوں نے قوم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے!

ـــــ یوں معلوم ہوتا ہے، صدر صاحب بھی اب پکے سیاستدان بن گئے ہیں! ـــــ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

صدر صاحب نے قوم کو جس ایفائے عہد کی خوشخبری سنائی ہے، وہ قوم کا مقصود و مطلوب ہی نہ تھا ـــــ اور جن لوگوں نے حالیہ انتخابات میں عوام کی دلچسپی کی بناء پر، انہیں "گہرے سیاسی شعور سے بہرہ ور ہونے" کا تمغۂ خدمت عطاء فرمایا ہے، وہ یہ بھول رہے ہیں کہ پاکستان کے عوام، جیسے کچھ بھی ہیں، وہ اسلام سے بے حد پیار کرتے ہیں ـــــ اسلام کا یہی وہ مظلوم نعرہ ہے کہ جس کو ہر نئے آنے والے نے اچھالا ضرور، مگر اس کی لاج کسی نے نہ رکھی ـــــ اور پاکستان کے یہی وہ مظلوم عوام ہیں کہ یہ نعرہ سن کر انہوں نے ہر نعرہ باز پر اندھا دھند اعتماد کر لیا، لیکن ہر مرتبہ دھوکا کھایا ـــــ اور سب سے طویل دھوکا، اسلام کے نام پر، انہوں نے حال ہی میں کھایا ہے! ـــــ جی ہاں، صدر صاحب کے وعدے اس قدر حسین اور دلفریب تھے کہ ان کے نقاد، بڑے بڑے حامیانِ دین متین بھی، آج تک صرف یہی کہہ سکے کہ "اسلامی نظام کی طرف پیش رفت برابر جاری ہے، اگرچہ رفتار بحید سست ہے!" ـــــ اور اس سست رفتاری پر عوام کا تبصرہ عموماً یہ ہوتا تھا کہ "صدر صاحب نے ابھی تک قرآن مجید کی دو ایک آیات پڑھی ہیں، جبکہ پورا قرآنِ مجید باقی پڑا ہے!" ـــــ لیکن آج جبکہ یہ قرآن پڑھنا ہی چھوڑ دیا گیا ہے، وعدے بھی ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ بلکہ یہ کہہ کر ٹکا سا جواب دے دیا گیا ہے کہ "میں نے پارلیمانی بنیادوں پر جمہوریت بحال کر دی ہے، اب اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکوں گا!" [1] ـــــ عوام انگشت بدنداں ہیں کہ شاید بازی الٹ چکی ہے اور

---

[1] رجب المرجب ۱۴۰۵ھ، روزنامہ جنگ ۲۷ مارچ ۸۵ء

magazine.mohaddis.com

اسلام کی بجائے چند جمہوری کھلونے ان کے ہاتھوں میں تھما کر انہیں بہلا دیا گیا ہے۔!

باور کیجئے، کہ آج کا یہ عرصہ، عرصۂ حیرت ہے ——— کچھ مدت گزرے گی اور عوام حیرت کے سمندر میں ڈوب کر جب دوبارہ مکمل احساس و شعور کی سطح پر ابھریں گے تو انہیں معلوم ہو گا کہ منزلِ مقصود سے ہزاروں میل دور، انہیں ایک ایسی جمہوری دلدل میں دھکیل دیا گیا ہے کہ جس سے نکلنا شاید ہی انہیں نصیب ہوا۔ انہیں یہ یاد آئے گا کہ پارلیمنٹ کی بجائے یہاں کوئی مجلس شورٰی ہوا کرتی تھی، جہاں اسلام کے قانونِ شہادت اور مسودۂ قصاص و دیت پر طویل گرما گرم بحثوں نے انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ ان اسلامی قوانین کا نفاذ، بس اب ہوا ہی چاہتا ہے، لیکن اب یہ کھنڈر ویران پڑے ہیں! ——— وزیر اعظم کے سیکرٹریٹ کی بجائے یہاں ایوانِ صدر ہوا کرتا تھا، جہاں سے دن رات اسلامی قوانین کے چرچے سنائی دیتے اور اسلام پر صدر صاحب کے لمبے چوڑے دلنشین وعظ ہوا کرتے تھے ——— مگر اب یہاں سے جمہوری نغمے سنائی دیتے ہیں! ——— وہ یہ سوچیں گے کہ یہاں تو ہر طرف اسلام، اسلام کا شور برپا تھا" ——— پھر نہ جانے وہ ناظمینِ صلوٰۃ کہاں چلے گئے؟ ——— وہ قاضی کورٹس کے قیام کے وعدے کیا ہوئے؟ حدود آرڈی نینس کہاں اٹک گئے؟ ——— کیا زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس محض ایک نام تھا کہ ٹیکسوں کے علاوہ بھی جس کے ذریعے انہیں لوٹ لیا گیا تھا؟ ——— آہ! یہ سب کچھ ایک سراب تھا ——— دھوکا تھا! ——— چادر و چار دیواری کے تحفظ کی باتیں ہوا ہو گئیں ——— خواتین کو وہی حقوق دینے کے عزائم، جو رسول اللہ نے انہیں دیے تھے، ایک دیوانے کی بڑ تھے ——— اب اسلام ضابطۂ حیات ہی نہ رہا، قرآنِ مجید مسلمانوں کا دستور نہ رہا ——— اسلام کی بجائے انہیں جمہوریت مل گئی اور قرآن کی بجائے انہیں ۷۳ کا ترمیم شدہ متنازعہ فیہ دستور مل گیا۔!

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب تک جو کچھ ہوتا رہا، غلط ہوتا رہا اور اب اس غلطی کی تصحیح کر دی گئی ہے! ——— افسوس صدر صاحب، آپ نے ایک ایسی قوم کے انتہائی قیمتی آٹھ سال ضائع کر دیے کہ جس کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب لیا جانا اس کا جزوِ ایمان ہے، اور اب پھر وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ نہ جانے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ابھی کتنے مداری اور آئیں گے جو اسلام کے نام پر انہیں بیوقوف بناتے اور نت نئے تماشے دکھاتے رہیں گے؟ ــــ لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، وہ اس اعصاب شکن اور صبر آزما، طولِ انتظار کے باوجود آج بھی اسی مقام پر کھڑے ہیں، جہاں آج سے آٹھ سال قبل نہیں، بلکہ آج سے سینتیس سال قبل کھڑے تھے!

صدر صاحب، آپ نے کسی سے بھی، کوئی بھی کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا! مخالفین کو آپ کی اس بحالیٔ جمہوریت پر اطمینان نہیں ہے، جبکہ شب و روز آپ کی درازیٔ عمر اور درازیٔ اقتدار کی دعائیں مانگنے والے حمایتیوں کو آپ نے چکرا کر رکھ دیا ہے، اور انہیں وہ اڑنگا بٹھنی دی ہے کہ "اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ" [1] ان کے وردِ زبان ہونے لگا ہے ــــ اور وہ خدا تعالیٰ، کہ جس کے آپ احسان مند ہونے چلے ہیں، اس نے کرسیٔ صدارت پر آپ کے تشریف فرما ہوتے ہی آپ سے یہ عہد لیا تھا:

"اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ" [2]!

ــــ لیکن یہ عہد بھی ایک بھولی بسری داستان ہو کر رہ گیا ہے! ــــ آپ اپنے تئیں ہلکا پھلکا محسوس نہ کیجئے ــــ نفاذِ اسلام کی ذمہ داری خود آپ نے بھی اپنے سر لی تھی اور اللہ رب العزت کی طرف سے بھی آپ پر عائد ہوتی تھی ــــ اور یہ بوجھ اب بھی آپ کی گردن پر ہے! ــــ یاد رکھیے، اقتدار آنی جانی چیز ہے، جس کی خاطر آپ نے عوامی خواہشات کے ساتھ ساتھ، اسلام کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے، لیکن یہ زندگی پھر دوبارہ نہ ملے گی! ــــ آپ کے لیے

---

[1] "میں اپنے غم و اندوہ کی شکایت اللہ (ہی) سے کرتا ہوں!" (یوسف ۸۶)

[2] "وہ لوگ کہ جنہیں اگر ہم زمین میں قدرت دیں تو وہ نمازیں قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے، نیکی کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے ہیں، اور انجام کار اللہ رب العزت ہی کے لیے ہے۔" (الحج: ۴۱)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قابلِ اطمینان امر صرف یہ ہے کہ آپ اب بھی اس ملک کے صدر ہیں، اور اگر آپ نے کرسی صدارت کے تحفظ کی راہ نکال لی ہے، تو نفاذِ شریعت کے تقاضوں کو بھی آپ پورا کر سکتے ہیں — پانی ابھی سر سے بہر حال نہیں گزرا — اگر آپ قوم کو، اس سے کیے گئے وعدوں کے ایفاء کا یقین دلانا چاہتے ہیں تو ان وعدوں کو پورا کیجئے جو شب و روز آپ کی زبان پر تھے — ورنہ وہ دن دُور نہیں، جب نو کروڑ عوام کی زبانیں اللہ رب العزت کے حضور فریادی ہوں گی، اور ان کے اٹھارہ کروڑ ہاتھ آپ کے دامن کو تار تار کر دیں گے — لیکن اس سے قبل، اس دنیا میں بھی آپ کا حشر اپنے پیشرؤوں سے مختلف نہ ہوگا!

— قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[1] — وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)

---

[1] "کہہ دیجئے کہ "اے اللہ، مالک الملک! تُو جسے چاہے ملک عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے، جسے چاہے عزت دیتا ہے، اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بیشک تُو ہر چیز پر قادر ہے!" (آلِ عمران: ۲۶)

محدث کا سالانہ چندہ اب ۲۰/- روپے کی بجائے ۳۰/- روپے کر دیا گیا ہے۔ بذریعہ وی پی ۳۴/- روپے اور قیمت فی پرچہ ۳/- روپے ہوگی — شدید مہنگائی کے باوجود محدث اب تک رعایتی قیمت پر قارئینِ کرام کو ارسال کیا جاتا رہا ہے۔ امید ہے وہ اس اضافہ کو محسوس نہیں فرمائیں گے اور حسبِ سابق ان کا تعاون محدث کو حاصل رہیگا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء — والسلام!

(مینجر)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دار الافتاء

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی
مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی مدنی
مولانا حافظ عبدالرشید اظہر مدنی

● شرک فی الصفات؟ ● نبوت کسبی شئی ہے یا وہبی؟
● کفر کی قسمیں؟ ● وحی کا مفہوم؟ ● اسلام میں مرتد کی سزا؟

محترمہ روبینہ گل لکھتی ہیں،

"مجھے مندرجہ ذیل سوالات کے جواب درکار ہیں:

۱۔ شرک فی الصفات کیا ہے؟

۲۔ کیا کوئی شخص اپنی کوشش سے نبی بن سکتا ہے یا یہ وہبی چیز ہے؟

۳۔ کفر کی کتنی قسمیں ہیں؟

۴۔ وحی کا مفہوم کیا ہے اور کیا وحی کسی غیر نبی کی طرف بھی آسکتی ہے؟

۵۔ اسلام میں مرتد کی سزا کیا ہے؟

امید ہے آپ تمام سوالوں کے جوابات مفصل تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ اگر اکابرین امت اور جدید محققین کی کتب کے بھی کچھ حوالے مل جائیں تو درج فرما دیں۔ نوازش ہو گی!

الجواب بعون الوهاب

۱۔ شرک فی الصفات:

شرک فی الصفات یہ ہے کہ اللہ عزوجل وحدہٗ لاشریک کی مخصوص صفات میں غیر کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء و صفات، جو کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ ان پر بلا تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل ایمان لانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ الفقہ الاکبر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول درج

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہے کہ "اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کسی شئی کے مشابہ نہیں اور نہ مخلوق میں سے کوئی شئی اس کے مشابہ ہے!"

پھر فرماتے ہیں: "اس کی تمام صفات مخلوق کی صفات کے برعکس ہیں —— وہ جانتا ہے، لیکن اس کا جاننا، ہمارے جاننے کی طرح نہیں —— وہ قادر ہے، لیکن اس کی قدرت ہماری قدرت کی طرح نہیں —— وہ دیکھتا ہے، لیکن اس کا دیکھنا ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں!"

نعیم بن حماد رحمہ، امام بخاریؒ کے استاذ فرماتے ہیں:

"جس کسی نے اللہ کو مخلوق سے مشابہت دی، وہ کافر ہے۔ اور جس نے انکار کیا اس شئی کا، جس سے اس نے اپنے نفس کو متصف کیا ہے، تو وہ بھی کافر ہے۔ اور جو صفت اللہ نے اپنے لیے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان کی ہے، وہ تشبیہ نہیں!"

امام اسحاق بن راہویہؒ کا کہنا ہے: "جس نے اللہ کی وصف بیان کی اور اس کی وصف کو مخلوق میں سے کسی ایک کے ساتھ مشابہت دی تو وہ شخص اللہ برتر کے ساتھ کافر ہے۔"

امام احمد رحمہ کا قول ہے: "اللہ کی صرف وہی وصف بیان کی جائے، جو اس نے بذاتِ خود اپنے لیے بیان فرمائی ہے۔ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وہ صفت بیان فرمائی ہے، یعنی قرآن اور حدیث سے تجاوز نہ کیا جائے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ ص۵۸)

مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حمیدہ میں سے رزّاق، مالک، خالق، جبار، قہار، مصور، نافع، ضار، صمد ہیں۔

ان کو غیر اللہ میں سمجھنا شرک ہے۔ اس اعتبار سے اس کی اقسام بھی بے شمار ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما لفظ "الصّمد" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الصّمد" وہ ذات ہے جو سیادت میں کامل ہو۔ "الشریف" وہ ذات، جو اپنے شرف میں کامل ہو۔ اور "العظیم" وہ ہے جو عظمت میں کامل ہو۔ "الحلیم" وہ جو اپنے حلم میں کامل ہو۔ "الغنی" وہ جو اپنی غنیٰ میں کامل ہو۔ "الجبّار" وہ ذات جو اپنی جبروت میں کامل ہو۔ "العلیم" وہ جو اپنے علم میں کامل ہو اور "الحکیم" وہ ذات جو اپنے حکم میں کامل ہو!"

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس میں شرف و سیادت کی تمام انواع کامل طور پر موجود ہیں ——

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝" (الاخلاص)

"کہہ دیجئے، اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا، نہ جنا گیا ہے، اور اس کی برابری کرنے والا کوئی نہیں!"

"هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝" (الحشر: ۲۲-۲۴)

"وہ اللہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غیب اور حاضر کا جاننے والا، وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ وہ اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ (حقیقی) پاک ذات، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبانی کرنے والا، غالب، زبردست، بڑائی والا، پاک ہے اللہ اس چیز سے جو شرک کرتے ہیں ___ وہ اللہ کہ خالق ہے، پیدا کرنے والا، صورتیں بنانے والا، اس کے لیے اچھے نام ہیں۔ زمین و آسمان میں موجود ہر شے اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔"

"لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ!" (الشوریٰ: ۱۱)

"اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

۲۔ نبوت وہبی شئی ہے کسبی نہیں!

نبوت و رسالت وہبی شئی ہے، اس میں بندے کے کسب کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ!" (الانعام: ۱۲۵)

یعنی "اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، جہاں اس نے اپنی رسالت رکھنی ہے۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

"وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ" (القصص: ۸۶)

یعنی "آپ کو اپنی طرف کتاب کی آمد کی امید نہیں تھی، یہ صرف آپ کے رب کی طرف سے رحمت ہے۔"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۳۔ کفر کی قسمیں:

کفر کی چار قسمیں ہیں (۱) کفرِ انکار (۲) کفرِ عناد (۳) کفرِ جحود (۴) کفرِ نفاق۔

۱۔ کفرِ انکار عام لوگوں کا کفر ہے، جو عام طور پر جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۲۔ کفرِ عناد، حق معلوم ہونے کے باوجود صرف ضد کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے ابو طالب کا کفر! وہ اس بات پر اڑ گیا کہ قوم مجھے طعن نہ کرے کہ یہ اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ کر بھتیجے کے پیچھے لگ گیا ہے!

۳۔ کفرِ جحود، وہ کفر ہے جو دیدہ و دانستہ مخالفت کی وجہ سے ہو۔ جیسا کہ ابو جہل اور فرعون وغیرہ کا کفر تھا ـــــــ قرآن مجید میں ہے "وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا" (الآیۃ) (النمل: ۱۴)

۴۔ کفرِ نفاق یہ ہے کہ بظاہر ایمان ہو اور اندرونی طور پر کفر! ـــــــ اس کی دو صورتیں ہیں:
۱۔ صمم اور (۲) شکوک، ان کی امثلہ "مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا" اور "أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ" ہیں۔ (البقرۃ)

۴۔ وحی کا مفہوم:

لغتِ عرب میں وحی کا معنیٰ "الاعلام فی خفاء" یعنی "راز میں آگاہ کرنا" اور شرع میں اس کا معنیٰ "الاعلام بالشرع" یعنی "شرع کی اطلاع دینا" ہے۔ (فتح الباری جلد اول صـ۹) امام نووی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

"وَفِي اصْطِلَاحِ الشَّرْعِ إِعْلَامُ اللهِ أَنْبِيَاءَهُ الشَّيْءَ إِمَّا بِكِتَابٍ أَوْ بِرِسَالَةِ مَلَكٍ أَوْ مَنَامٍ أَوْ إِلْهَامٍ"

یعنی "اصطلاحِ شرع میں وحی کا مفہوم، اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں کو مخصوص شئی سے آگاہ کرنا ہے۔ چاہے یہ کتاب کی صورت میں ہو، یا فرشتہ کو پیغام دے کر بھیجنے کی صورت میں، یا خواب اور الہام کے ذریعے ہو!"

سورۃ الشوریٰ کے آخر میں اور صحیح بخاری کے شروع میں وحی کی مختلف کیفیات کی تفصیل موجود ہے۔ وحی کا اطلاق کتابت۔ مکتوب۔ بعث۔ الہام۔ امر۔ ایماء۔ اشارہ اور آواز کے بعد

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آواز نکالنے پر بھی ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ وحی کا اطلاق "موحیٰ" پر بھی ہوتا ہے:

"وَهُوَ كَلَامُ اللهِ الْمُنَزَّلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔

یعنی "اللہ کی وہ کلام جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی"۔

وحی بمعنی "الاعلام بالشرع" پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ البتہ بعض دیگر معانی کے اعتبار سے وحی کا اطلاق دوسروں پر ہو سکتا ہے۔ مثلاً "وحی بمعنی امر" جیسے قرآن مجید میں ہے:

"وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي" (المائدہ: ۱۱۱)

یا "وحی بمعنی تسخیر" ـــــ جیسے:

"وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ۔ الآية" (النحل: ۶۸)

اور بعض دفعہ اسے الہام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس سے مراد، اس فعل کی راہنمائی ہوگا۔ وگرنہ الہام کا تعلق حقیقتاً عاقل سے ہوتا ہے۔

اور "وحی بمعنی اشارہ" ـــــ جیسے قرآن کریم میں ہے:

"فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا۔ (مریم: ۱۱)

اور بعض دفعہ اس کا اطلاق "موحیٰ" یعنی کتاب و سنت پر بھی ہوتا ہے، صورت ہذا میں مصدر کا اطلاق مفعول پر ہوگا۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ!" (النجم: ۴)

۵۔ اسلام میں مرتد کی سزا:

اسلامی شریعت میں مرتد انسان کی سزا قتل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ"!

یعنی "جس نے اپنا دین تبدیل کیا، اسے قتل کر دو"۔

طبرانی کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

"مَنْ خَالَفَ دِيْنَهُ دِيْنَ الْإِسْلَامِ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ!"

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل سے قبل مرتد سے توبہ کے لیے بھی کہا جائے۔ اگر تائب ہو جائے تو فبہا، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو نیل الاوطار۔ باب قتل المرتد

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جلد ۷، ص ۲۰۱ تا ۲۰۶)

جدید کتابوں کے بجائے اس قسم کے مسائل میں ائمہ سلف کی کتب سے براہِ راست استفادہ اور راہنمائی زیادہ مفید ہے۔ تاہم چند حوالے درج کر دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے لیے صالح عمل کی توفیق بخشے۔ آمین!

(حافظ ثناء اللہ مدنی)

● مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ؟
● آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اس کی تخلیق بھی اسی مٹی سے ہوتی ہے؟
● حق تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہیں؟

کراچی سے محمد الیاس صاحب نے کسی کتاب کے چند صفحات بھیجے ہیں، جن میں صاحب کتاب نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے فضائل اور ان کا آپس میں موازنہ کرتے ہوئے علماء کے اقوال نقل کیے ہیں، ازاں بعد موصوف نے دارالافتاء سے اس مسئلہ میں وضاحت چاہی ہے، چنانچہ وہ اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ امام ابو حنیفہ رح، امام شافعی رح، امام احمد رح اور دیگر اکثر فقہاء کا خیال ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے۔

۲۔ امام مالک رح کے نزدیک مکہ مکرمہ کی نسبت مدینہ منورہ افضل ہے۔

۳۔ بعض کا خیال ہے کہ مجموعی لحاظ سے مکہ مکرمہ افضل ہے مگر آنحضرت علیہ السلام کا مدفن، بیت اللہ بلکہ عرشِ معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

۴۔ اثنائے کلام، مصنف نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے، اس کی تخلیق بھی اسی مٹی سے ہوتی ہے۔

۵۔ مصنف نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حق تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہیں۔ الخ

فمقول وباللہ التوفیق

۱-۲: اس موضوع کا چونکہ ہماری عملی اور اعتقادی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس بحث سے کوئی خاص

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس قسم کے بے مقصد مباحث میں نہیں جانا چاہیے۔ نیز چونکہ شریعت نے بھی اس تقابل کی ضرورت محسوس نہیں کی اور نہ ہی کہیں اس طرف اشارہ تک کیا ہے۔ بلکہ انفرادی طور پر احادیثِ مقدسہ میں حسبِ ضرورت ہر ایک مقام کی فضیلت ذکر کر دی گئی ہے۔ اس لیے ہمارے لیے ان میں سے افضل مقام کی تعیین مشکل ہے۔ بہر حال دونوں مقامات کی فضیلت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے۔ مگر احادیثِ مبارکہ اور دیگر قرائن کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کی فضیلت کے باوصف مکہ مکرمہ افضل ہے۔ ہمارا رجحان اسی طرف ہے۔ جیسا کہ مصنف نے جمہور کا قول نقل کیا ہے۔

۳۔ لیکن یہ کہنا کہ آپؐ کا مدفن، بیت اللہ یا عرشِ معلّٰی سے بھی افضل ہے یہ محلِ نظر ہے۔ کیونکہ آپؐ کے مدفن کو آپؐ کا مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ یقیناً بہت بڑی فضیلت ہے، مگر اسے عرش سے افضل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ عرش کو اللہ تعالیٰ کا مستویٰ (جائے استواء) ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش سے خصوصی تعلق ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں متعدد بار ارشاد ہوا ہے:

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى[1]" (طٰہٰ: ۵)

لہٰذا آپؐ کے مدفن اور عرش کی فضیلت و برتری میں بھی وہی فرق ہے جو خالق اور مخلوق میں۔ واضح رہے کہ یہاں تقابل آپؐ اور عرش کا نہیں بلکہ آپؐ کے مدفن اور عرشِ معلّٰی میں ہے!

۴۔ مصنف نے شرح مناسک نووی کے حوالہ سے جو ذکر کیا ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اسی جگہ کی مٹی سے وہ ابتداء میں پیدا کیا جاتا ہے، یہ بھی بلا دلیل ہے۔ اور شریعت میں اس قسم کی کوئی صراحت یا اشارہ تک نہیں ملتا۔ اور اگر آیتِ قرآنی "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ[2]" (طٰہٰ: ۵۵) سے یہ معنی لینے کی کوشش کی جائے تو یہ خانہ ساز تفسیر ہوگی۔ کیونکہ آیتِ مذکورہ میں ھا ضمیر کا مرجع مطلقاً زمین ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں دوسرے مقام پر یوں بھی آیا ہے:

"فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ[3]" (الاعراف ۲۵)

---

[1] "رحمان عرش پر مستوی ہوا۔"

[2] "اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے!"

[3] "اسی (زمین) میں تم زندگی گذارو گے اسی میں مرو گے۔ اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے۔"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۵۔ مصنف کا یہ کہنا کہ "آنحضرتؐ کا مدفن عرش سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، مکان سے بے نیاز ہے" الخ اس بارہ میں واضح ہو کہ یہ عقیدہ معتزلہ وغیرہ گمراہ لوگوں کا ہے۔ اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلند ہیں اور عرش پر مستوی! ـــ البتہ استواء کی کیفیت ہمارے تصور میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں چھ مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مستوی علی العرش ہونے کا بیان فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو الاعراف: ۵۴۔ یونس: ۳۔ الرعد: ۲۔ الفرقان: ۵۹۔ الم السجدۃ: ۴۔ الحدید: ۴)

اس کے ساتھ ساتھ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کریم اپنے علم و قدرت کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن اس کی ذات (جس کی کیفیت کا تصور تک بھی انسان کے لیے محال ہے) عرش پر ہے۔ ہمارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، اس معنیٰ میں ہوتا ہے کہ اللہ کا علم اور قدرت ہر جگہ، ہر وقت اور ہر ایک پر حاوی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ ہر جگہ موجود ہے تو یہ نہ صرف صریح گمراہی، بلکہ حق تعالیٰ کی شان میں بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اور اس عقیدہ سے مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ کا انکار لازم آتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ کا عرش پر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ عرش کا محتاج ہے۔ یا اسے اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر اوپر والی چیز، نیچے والی چیز کی محتاج نہیں ہوتی جیسا کہ آسمان، زمین سے اوپر ہونے کے باوجود، اپنی بلندی اور وجود میں، زمین کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ اور کسی کا محتاج نہیں۔ قرآنِ مجید میں ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ"۔ (العنکبوت: ۶)

"بیشک اللہ تعالیٰ جہان والوں سے مستغنی ہے۔"

"وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ"۔ (فاطر: ۱۵)

"اور اللہ تعالیٰ وہی غنی تعریف والا ہے!"

هٰذا ما عندی واللّٰه اعلم بالصواب!

(سعید مجتبیٰ سعیدی)

مسئلہ استواء علی العرش کی مزید وضاحت

استواء کا معنیٰ اللہ رب العزت کا بذاتہ عرش پر مستوی ہونا کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ،

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں (مذکورہ) چھ مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے۔ اور بخاری و مسلم میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا:

"لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابٍ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ إِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ"

"جب اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، ایک کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش پر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی ہے"۔

بیہقی اور ترمذی کی ایک حدیث میں ہے:

"ثُمَّ خَلَقَ الْعَرْشَ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَيْهِ"

"پھر اللہ نے عرش پیدا فرمایا اور پھر اس پر مستوی ہوا"

اس حدیث کی سند امام ترمذی نے صحیح قرار دی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی کتاب التوحید میں مجاہد سے "استوٰی" کا معنی "علا" نقل فرمایا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بذاتہٖ مستوی ہے، اس کا علم و قدرت اور تدبیر ہر جگہ اس کی مخلوق کے ساتھ ہے۔ اس کے استواء کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی اور نہ اس کی کوئی مثال دی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی کیفیت بیان کرنا ممکن ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں سب سے عمدہ قول امام مالکؒ کا ہے:

"استواء عقلاً معلوم ہے۔ کیفیت نامعلوم، اس پر ایمان لانا واجب اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے"۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ کبریٰ ج ۵ ص ۱۱۹)

استواء کی غلط تاویل

معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ منکرینِ صفاتِ باری تعالیٰ اللہ کی اس صفت "استواء" کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اور اس کی کئی غلط تاویلیں کرتے ہیں جن میں سے دو معانی زیادہ مشہور ہیں:

۱۔ "استوٰی" بمعنی "استولٰی"۔ یعنی "غلبہ حاصل کیا"۔

یہ معنی قرآن و حدیث اور سلفِ امت کے خلاف اور قطعاً ناقابلِ قبول ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ پہلے عرش پر غالب نہ تھا، جو اس کی شان میں گستاخی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر غالب ہے، کوئی اس کا مدمقابل بھی نہیں ہے۔ جس پر وہ غلبہ حاصل

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کرے " وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ " (الحدید: ۲)

۲۔ دوسرا معنٰی استویٰ کا " عَمَدَ إِلَى خَلْقِ الْعَرْشِ " کیا گیا ہے۔ یعنی " عرش کی پیدائش کا قصد فرمایا " یہ بھی سراسر نصوص کے خلاف ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ " اللہ کا عرش آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے قبل پانی پر تھا " صحیح بخاری میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

" كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ .... ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ "

یعنی " اللہ موجود تھا، اس سے قبل کوئی شے نہ تھی، اس کا عرش پانی پر تھا " .....

" پھر اس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے "

اس پر مستزاد یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں معنوں کی لغت سے بھی قطعاً تائید نہیں ہوتی اور قرآنی اسلوب بھی اس کی تائید نہیں کرتا جبکہ پہلا معنٰی جسے سلف صالحین اور جمہور مسلمانوں نے اختیار کیا ہے، اس کی تائید قرآن کریم کے عام اسلوب سے بھی ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا:

" فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ " (المؤمنون: ۲۸) " جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر قرار پکڑ لیں! "

" لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ " (الزخرف: ۱۳) " تاکہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھو! "

" وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ " (ہود: ۴۴) " اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری! "

ان سب آیات میں " استویٰ " کا معنٰی " استقرار " اور " علا " ہی ہے۔ چنانچہ یہی معنٰی " استویٰ علی العرش " کا ہے۔ جس پر کتاب و سنت کے دلائل کی روشنی میں صحابہ کرام رضؓ۔ تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین اور سلف امت (رحمہم اللہ) کا اجماع ہے۔ اور جس کا انکار کتاب و سنت کی صریح نصوص کا انکار ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

قرآن کریم کی آیاتِ معیت سے غالباً ان لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یا انھوں نے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے جیسے فرمایا:

" وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ " (الحدید: ۴)

" وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو! "

نیز فرمایا:

" لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا " (التوبۃ: ۴۰)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"(آنحضرت علیہ السلام نے حضرت ابو بکر رضؓ سے فرمایا) "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

نیز:

"اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔" (الشعراء: ۶۲)

"(موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) "بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ دکھائے گا۔"

نیز فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔" (النحل: ۱۲۸)

"بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے بھی ساتھ ہے جو نیکوکار ہیں۔"

یہاں سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ بذاتہٖ ہر جگہ موجود ہے اور یہ غلط فہمی قرآن کے عام اسلوب، لغوی استعمال اور سلفِ امت کے مسلک سے روگردانی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ "حلولیہ" نے یہ تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں حلول کیے ہوئے ہے اور وہ اپنی مخلوق سے الگ کوئی ذات نہیں ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔ اس کے متعلق سلفِ امت کا صحیح مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بلند و بالا ہے۔ بذاتہٖ عرش پر مستوی ہے۔ اپنی مخلوق سے جدا ہے اور اس کی مخلوق اس سے جدا ہے۔ اور وہ اپنے علم و قدرت کے ساتھ اپنے عام بندوں کے ساتھ ہر جگہ ہے اور اپنے انبیاءؑ اور اولیاء کے ساتھ اپنی تائید اور نصرت کے ساتھ ہے۔ اور اسی طرح وہ اپنی مخلوق سے قریب تر ہے، ہر وقت اسے اس کا علم ہے اور ان پر اس کی قدرت ہے۔

مذکورہ بالا آیات اسی پر دلالت کرتی ہیں اور یہی معنیٰ ہے آیت کا:

"مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ۔ الاٰیة!" (المجادلة: ۷)

اور نبی علیہ السلام سفر پر نکلتے وقت یہ دعاء فرمایا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ۔"

"اے اللہ تو سفر میں ساتھی اور گھر میں خلیفہ ہے۔"

باری تعالیٰ سبحانہٗ سفر میں مسافر کے ساتھ بھی ہے اور اس کے وطن میں اس کے اہل کے ساتھ خلیفہ بھی ہے۔ اس کا یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ اس کی ذات پاک لوگوں کی ذاتوں میں ملی ہوئی اور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مختلط ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے علم اور اپنی قدرت سے ان کا ہر جگہ مصاحب ہے جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ " (الحجرات : ۲۹)

" محمد رسول اللہ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں (یعنی ایمان لائے ہیں)"!

نہ کہ ان کی ذاتیں آپؐ کی ذات میں ملی ہوئی ہیں۔ بلکہ وہ اپنے ایمان اور حمایت کی وجہ سے آپؐ کے مصاحب ہیں۔

نیز فرمایا:

فَأُولٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ " (النساء : ۱۴۶)

" وہ ایمان اور موالات میں مومنوں کے ساتھ ہیں "

الغرض اللہ پاک اپنے بندوں کو جانتا ہے اور وہ اپنے علم و قدرت کی بدولت ہر جگہ ان کے ساتھ ہے۔ اور اس کے علم و قدرت کا ان کے ساتھ ہونا بھی اس کی معیت ہے۔ وہ عرش معلی پر مستوی ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

اور وہ اپنی مخلوق کے ساتھ ہے اپنے علم اور اپنی قدرت کے ساتھ جیسے اس نے خود بیان فرمایا!

واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم!

ردِّ تقلید اور حدیث کے حجتِ شرعیہ ہونے پر

حجیتِ حدیث

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت — ترجمہ — قیمت

۸۸ صفحات — حافظ عبدالرشید اظہر — ۹ روپے صرف

ناشر: ادارہ محدث ۹۹ جے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور ۱۴

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مقالات

مولانا ابو عبدالرحمٰن شبیر احمد نورانی

قسط (۲)

تہذیبِ اطفال

کتاب و سنّت کی روشنی میں

احکامِ عقیقہ:

۸۔ ہر مسلمان کو حتی الوسع اپنی اولاد (مذکر ہو یا مؤنث) کا عقیقہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّ اَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى"

(صحیح بخاری کتاب العقیقہ، بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ —— سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن الترمذی نے بھی یہی روایت نقل کی ہے)

کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپؐ فرماتے تھے "لڑکے کا عقیقہ ہے، اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف کو دور کردو"!

۹۔ عقیقہ کرنا واجب یا فرض نہیں بلکہ سنّت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا چنانچہ حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ"

(سنن النسائی، کتاب العقیقۃ، سند قابلِ اعتماد ہے)

کہ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا"!

اسی طرح آپؐ نے دوسروں کو عقیقے کا حکم بھی دیا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"

(سنن النسائی، کتاب العقیقۃ —— سند قابلِ اعتماد ہے)۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کر کے عقیقہ کریں۔"

اور دوسروں کو رغبت دلانے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار بھی دیا۔ لہٰذا عقیقہ کو فرض یا واجب کہنا دلائل کی روشنی میں ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مندرجہ احادیث سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ۔"

(مؤطا امام مالک، کتاب العقیقہ۔ سند ضعیف ہے، لیکن اگلی روایت اس کی معاون ہے)

کہ "جس کے ہاں بچہ پیدا ہو پس وہ اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے تو کرے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

"مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً۔" (سنن النسائی، کتاب العقیقة - سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی، باب فی العقیقة ـــ سند قابلِ اعتماد ہے)

کہ "جس کے ہاں بچہ پیدا ہو، پھر وہ اس کی جانب سے ذبح بھی کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے۔"

البتہ عقیقہ کرنے کی اہمیت مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہو جاتی ہے:

"كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنَةٌ بِعَقِيْقَتِهٖ" یا "اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ"

(سنن ابی داؤد، کتاب الاضاحی، باب فی العقیقة)

کہ "ہر بچہ اپنے عقیقے سے منسلک ہے۔"

اس حدیث کی وضاحت امام اہلسنت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"هٰذَا فِي الشَّفَاعَةِ يُرِيْدُ اَنَّهُ اِذَا لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ فَمَاتَ طِفْلًا لَمْ يَشْفَعْ فِيْ اَبَوَيْهِ۔" (فتح الباری، ج ۱ ص ۵۹۴، طبع سلفیہ)۔

کہ "اس کا تعلق شفاعت سے ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ اگر مولود کا عقیقہ نہ کیا گیا اور وہ بچپن میں ہی مر گیا تو اپنے والدین کے حق میں شفاعت نہیں کرے گا۔"

تاہم اس قدر اہمیت و فضیلت کے باوجود بھی عقیقے کو نماز اور زکوٰۃ کی مانند فرض نہیں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قرار دیا جا سکتا۔

۱۰۔ جیسا کہ گزر چکا ہے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے گی چنانچہ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

"سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الاضاحی، باب فی العقیقۃ، سنن الترمذی، باب فی العقیقۃ (الفاظ میں تھوڑا سا اختلاف ہے) ـــــ سنن النسائی، کتاب العقیقۃ ـ سند صحیح ہے)

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔"

ایک دوسری روایت میں آپؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بکریاں خواہ نر ہوں یا مادہ اس سے چنداں فرق نہیں پڑتا،

"وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا"۔ (ایضاً)

۱۱۔ بکری (نر، مادہ) کے مفہوم میں اس کے قریب تر جانور بھی شامل ہیں جیسے مینڈھا، دنبہ، چھترا وغیرہ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے مینڈھے کا عقیقہ دیا ہے:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ"۔ (سنن النسائی، کتاب العقیقہ، باب کم یعق عن الجاریہ۔ سند صحیح ہے)

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھوں کا عقیقہ کیا۔"

۱۲۔ عقیقے کے دونوں جانور ایک جیسے ہونے چاہئیں یعنی جنس، قد اور عمر کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

ا۔ "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مِثْلَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الاضاحی، باب فی العقیقۃ ـــــ حدیث صحیح ہے)

"لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری!"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ب ۔ "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ ۔ (سنن الترمذی، كتاب الاضاحی، باب فی العقيقة ۔۔۔ حدیث صحیح ہے)

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔"

(ج) اسی معنی کی حدیث مسئلہ نمبر ۱۰ میں گذر چکی ہے۔

۱۳۔ عقیقہ صرف بکری یا اس کے مشابہ جانوروں کا ہونا چاہئے۔ جیسا کہ احادیث میں گذر چکا ہے۔ گائے یا اونٹ سے متعلق کوئی صحیح یا قابلِ اعتماد حدیث موجود نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت انسؓ سے مروی ایک حدیث جسے طبرانی نے ص ۲۷۸ پر روایت کیا ہے، موضوع ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (ارواء الغلیل ۔ ج ۴ ص ۳۹۳)

چنانچہ ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے اونٹ ذبح کرنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے انکار فرمایا، ملاحظہ ہو:

"نُفِسَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ فَقِيْلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عُقِّيْ عَنْهُ جَزُوْرًا، فَقَالَتْ : مَعَاذَ اللهِ، وَلٰكِنْ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ ۔"

(الطحاوی ج ۱، ص ۴۵۷ ۔۔۔ سند قابلِ اعتماد ہے!)

"حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ اونٹ ذبح کریں، انہوں نے فرمایا "اللہ کی پناہ"، اس کی بجائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو ایک جیسی بکریاں"۔

اس مفہوم کی حدیث مستدرک الحاکم میں بھی موجود ہے (ج ۴ ص ۲۳۸-۲۳۹ ۔۔۔ سند صحیح ہے)
اور اگر کسی صحابی سے اونٹ یا گائے ذبح کرنا ثابت بھی ہو تو اس کے دو جواب ہیں:

(ا) اس صحابی کو حدیث کی خبر نہ ہوگی۔

(ب) صحابی کا قول یا فعل مقبول حدیث کی موجودگی میں قابلِ قبول نہیں!

(۱۴) عقیقہ ساتویں روز کرنا افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل اس

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی بہترین دلیل ہے چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى" (سنن ابی داود، کتاب الاضاحی، باب فی العقیقۃ ــــ سنن الترمذی۔ کتاب الاضاحی)

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر بچہ اپنے عقیقے سے بندھا ہوا ہے۔ ساتویں روز اس کا عقیقہ کیا جائے گا۔ اس کا سر مونڈا جائے گا اور نام تجویز ہوگا۔"

چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کرنا بھی جائز ہے۔ بعض احادیث سے اس کی رہنمائی ملتی ہے۔ مثلاً:

"عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْعَقِيقَةِ: تُذْبَحُ لِسَبْعٍ وَلِأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَلِإِحْدَى وَعِشْرِينَ" (سنن البیہقی، ج ۹ ص ۳۰۳)

حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کے بارے میں فرمایا: "ساتویں، چودھویں یا اکیسویں دن ذبح کیا جائیگا"

یہ حدیث سند کے اعتبار سے اگرچہ قدرے ضعیف ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی مندرجہ ذیل صحیح حدیث اس کی معاون ہے:

"عَنْ أُمِّ كُرْزٍ وَأَبِي كُرْزٍ قَالَا: .... وَلْيَكُنْ ذَاكَ يَوْمَ السَّابِعِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِي أَرْبَعَةَ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِي إِحْدَى وَعِشْرِينَ" (مستدرک الحاکم، ج ۴ ص ۲۳۸، ۲۳۹)

حضرت ام کرز اور ابو کرز رض روایت کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، "یہ (عقیقہ) ساتویں روز ہونا چاہئے اور اگر نہ ہو سکے تو چودھویں روز اور پھر بھی میسر نہ ہو تو اکیسویں روز۔"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چودھویں یا اکیسویں روز اس شکل میں جائز ہے جب ساتویں روز میسر نہ ہو ــــ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

(جاری ہے)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملتہ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تحقیق و تنقید
قسط (۲)

چوہدری محمد علی صاحب
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

مراسلات (۳)

متعلقہ روح، عذابِ قبر، سماعِ موتیٰ

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کے قرآنِ مجید سے انکارِ سماع سے متعلق دلائل اور اُن کا تجزیہ

دلیل نمبر ۱: والذین یدعون ..... ترجمہ ۔ "اور جنھیں خدا کے سوا یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے ۔ بلکہ وُہ تو خود پیدا شدہ ہیں وہ لاشیں ہیں بے جان

کیلانی صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اموات غیر احیاء کا اطلاق نہ جنوں پر ہو سکتا ہے نہ فرشتوں پر ..... باقی صرف فوت شدہ بزرگ رہ جاتے ہیں جن پر اس آیت کا اطلاق ہو سکتا ہے ۔

کیلانی صاحب کا اخذ کردہ یہ نتیجہ چند وجوہ کی بناء پر باطل ہے ۔ فوت شدہ بزرگوں میں انبیاء کرام، صدیقین، شہداء، صالحین بھی داخل ہیں ۔ انبیاء کرام کی حیات قرآن و حدیث سے ثابت ہے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن[عہ] یعبدون

ترجمہ ۔ وہ رسول و نبی جو ہم نے آپ سے پہلے مبعوث فرمائے ان سے پوچھ

عہ من دون الرحمٰن الھۃ ...

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لیجیئے کہ ہم نے ذات رحمٰن جل وعلی کے بغیر کئی معبود مقرر کیے ہیں جن کی عبادت کی جائے یقیناً ایسا نہیں۔

اگر انبیاء کرام میں حیاۃ نہ ہوتی، وُہ خطاب وندا کو نہ سمجھتے ہوتے اور جواب کی قدرت ان میں نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء و رسل سے دریافت کرنے کا حکم نہ فرماتا۔

کنز العمال میں حدیث ہے۔ من صلّٰی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید علمتہ۔ (ابو شیخ عن ابی ھریرۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کے پاس درود پڑھا میں اس کو جانتا ہوں۔

حدیث ۲: عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علی الا علی روحی ارد عہ علیہ رواہ الطبرانی فی الاوسط

"رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر رُوح کو لوٹاتا ہے تاکہ میں اس کا جواب دوں" اور کوئی وقت ایسا نہیں جب آپ پر درود وسلام نہ پڑھا جائے۔ آپ ہر وقت صلوٰۃ وسلام کا جواب روح بمعہ جسم ہی عطا فرماتے ہیں

عہ چوہدری صاحب نے اپنے مضمون میں عربی عبارات اکثر غلط لکھی ہیں۔ بعض اعراب کے بغیر بھی ہیں جبکہ اردو عبارت میں اکثر پنکچوایشن کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ ادارہ محدث اگرچہ اعراب اور صحتِ لفظی وغیرہ کا خصوصی التزام کرتا ہے لیکن ہم نے چوہدری صاحب کی عبارات کو نہ درست کیا ہے نہ ان پر اعراب وغیرہ لگائے ہیں۔ مقصد یہی ہے کہ ان کا مضمون من وعن شائع ہو ورنہ قارئین ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ اس حدیث کی عبارت کو انہوں نے مضحکہ خیز حد تک بگاڑ دیا ہے۔ حالانکہ کیلانی صاحب کے جس مضمون پر وُہ تعاقب کر رہے ہیں، اسی مضمون سے اس کی صحیح عبارت نقل کی جا سکتی تھی، جو یوں ہے: "مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ" (محدث جلد ۱۴ عدد ۲-۳ ص ۴۲)

یہ وضاحت اسلیے کردی ہے کہ قارئین کرام عدمِ صحتِ عبارات کو ادارہ کا تساہل نہ سمجھیں۔ (ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اب کیلانی صاحب ہی بتائیں کہ ان بزرگ ہستیوں انبیاء کرام کو ایک مسلمان کیسے بے جان لاشیں تصور کرے۔ شہداء سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

جو لوگ اللہ تبارک تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔ اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا کہ بزرگوں کی لاشیں بے جان نہیں ؟ کیلانی صاحب حقیقت یہی ہے کہ سورۂ نحل کی یہ آیت مبارکہ کفار کے معبودانِ باطل بتوں وغیرہ کے حق میں نازل شدہ ہے۔

دلیل ۔۲۔ ترجمہ۔ زندہ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے اللہ جس کو چاہے سنا سکتا ہے لیکن (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ فاطر ۲۲

اس آیت سے استدلال بھی درست نہیں کیونکہ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ اللہ سنا سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۔۳۔ ترجمہ۔ اور اس شخص سے بڑھکر کون گمراہ ہو گا جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے بلکہ ان کو ان لوگوں کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو۔ پھر جب لوگ (روزِ قیامت) اکٹھے کیے جائیں گے۔ تو وہی پکارے گئے لوگ ان پکارنے والوں کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی پرستش سے انکار کر دیں گے (الاحقاف ۵، ۶)

کیلانی صاحب کی تشریح ۔ آیت نمبر ۳ میں وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ کے الفاظ جنوں اور فرشتوں کو معبودانِ باطل کے زمرہ سے خارج کر دیتے ہیں کیونکہ وہ دعائیں سن سکتے ہیں اور کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً کے الفاظ بتوں اور مظاہر قدرت کو معبودانِ باطل کے زمرہ سے خارج کر دیتے ہیں ... اب صرف فوت شدہ بزرگ ہی رہ جاتے ہیں جو اس آیت کا صحیح مصداق بن سکتے ہیں۔

مولانا کیلانی صاحب کا یہ استدلال بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ بزرگوں کے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ساتھ بغض و عناد سے محفوظ رکھے۔

• مولانا موصوف کے اس استدلال کا بطلان و فساد قرآن حکیم سے واضح کیا جائے گا۔

پہلے اس بارے میں اقوال مفسرین پیش کیے جاتے ہیں۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا اضل ممن یدعو من دون اللہ اصناما و یطلب منہا ما لا تستطیع الی یوم القیامۃ وھی غافلۃ عما یقولون لا تسمع ولا تبصر ولا تبطش لانہا جماد حجارۃ صم۔ جلد ۴ ص ۱۵۶

۱۳ ترجمہ۔ یعنی کوئی اس شخص سے زیادہ گمراہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں کی عبادت کرتا ہے اور ان سے ایسے امور کی استدعا کرتا ہے جن کی قیامت تک ان میں استطاعت و قدرت نہیں اور وہ ان کے اقوال سے غافل ہیں، نہ سنتے اور دیکھتے ہیں اور نہ ہی پکڑ سکتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں اور قوتِ سماع سے عاری۔

۲ تفسیر خازن میں ہے من لا یستجیب یعنی الاصنام لا تجیب عابدیہا الی شیئ یسئلونہا۔

ترجمہ۔ من لا یستجیب سے مراد بت ہیں جو اپنے عابدوں کو وہ اشیاء مہیا نہیں کر دیتے جن کا وہ مطالبہ کرتے ہیں۔ تفسیر جلالین میں بھی اسی سے ملتی جلتی تفسیر ہے۔

۳ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے (الی یوم القیامۃ) و انما جعل ذلک غایۃ لان یوم القیامۃ قد قیل انہ تعالیٰ یحییہا وتقع بینہما وبین من یعبدھا مخاطبۃ فلذلک جعلہ حدا واذا قامت القیامت وحشر الناس فھذہ الاصنام تعادی ھؤلاء العابدین وتتبرء منہم۔ جلد ۷ ص ۲۲۷)

ترجمہ۔ معبوداتِ باطلہ کے جواب نہ دینے کی حد یوم القیامۃ مقرر فرمائی (جس سے لازم آئے گا کہ قیامت کے دن وہ ان کو جواب دیں گے۔ حالانکہ بت تو قیامت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کے دن بھی جواب نہیں دے سکتے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ رازی نے فرمایا) کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو زندگی بخشے گا اور ان کے درمیان اور مشرکین کے درمیان گفتگو ہوگی۔ لہٰذا جواب نہ دینے کی حد قیامت کا دن بنا دیا اور جب قیامت قائم ہوگی، تمام لوگ میدانِ حشر میں جمع ہوں گے، تو یہ بُت اپنے عابدوں کے دشمن بن جائیں گے، ان سے اور ان کی عبادت سے بیزاری ظاہر کریں گے۔

اس کے علاوہ دیگر کتب تفاسیر میں بھی اس آیت کریمہ کی یہی تفسیر کی گئی ہے اور من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیامۃ وھم عن دعاءھم غفلون کے مصداق صرف اصنام و اوثان کو بنایا گیا ہے۔

کیلانی صاحب کے استدلال کا بطلان و فساد قرآن حکیم سے

حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون۔

ترجمہ۔ بے شک تم خود اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی عبادت کرتے ہو، سب کے سب جہنم کا ایندھن ہیں اور تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں مشرکین مکہ کو خطاب ہے اور بقول کیلانی صاحب یہ عبادت بزرگوں کی ہے جس میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام سبھی شامل ہیں تو ان کا جہنم میں داخل ہونا اور نار دوزخ کا ایندھن بننا لازم۔ نعوذ باللہ منہ۔ جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی محبوب ہستیوں سے متعلق فرماتا ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی غمگین ہوں گے۔

ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فیما اشتھت انفسھم خالدون لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم لملائکۃ ھٰذا[ع] ہ یومکم الذی کنتم توعدون۔ ترجمہ۔

ع انا للہ!— قرآنِ مجید کی آیات تک غلط لکھ دی ہیں۔ صحیح الفاظ یوں ہیں: وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ .....

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تحقیق وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی کا وعدہ ہو چکا ہے۔ وہ نارِ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ نارِ جہنم کی آواز ذرہ بھر بھی نہ سنیں گے اور اپنی پسندیدہ نعمتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے انہیں سب سے بڑی گھبراہٹ (دہشت قیامت وغیرہ) غم میں نہیں ڈالیں گے اور فرشتے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے (یہ کہتے ہوئے) کہ یہ ہے وہ دن جیسا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

تفسیر ابوالسعود میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ " انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون لو کان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا وکل فیھا خلدون۔

اے مشرکین تم اور تمہارے معبوداتِ باطلہ جہنم کا ایندھن ہیں اور تم سب اس میں داخل ہونے والے ہو۔ اگر تمہارے معبود درحقیقت الٰہ ہوتے تو دوزخ کی آگ میں داخل نہ ہوتے۔ اور یہ سب ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں"، کو مشرکین پر تلاوت کیا تو ابن زبعری نے کہا کہ ہمارے بت اور اصنام اگر جہنم میں داخل ہوں گے، تو عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی عبادت کرتے ہیں اور یہودی حضرت عزیرؑ کی پرستش کرتے ہیں اور بنی ملیح ملائکہ کی پوجا کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان بد باطنوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ انبیاء کرام اور ملائکہ یا دوسرے اولیاء اور شہداء اور صلحاء کے لیے ہماری طرف سے وعدہ خیر اور پیمانِ جود و عطا ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان کا یہ انجام نہیں۔ یہ صرف تمہارے معبوداتِ باطلہ اور اربابِ من دون اللہ کا انجام بد اور عاقبت قبیحہ ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اصنام و انصاب اور صور و تماثیل کے حق میں وارد آیات کا انبیاء کرام رسل عظام اور اولیاء شہداء اور صالحین پر چسپاں کرنا محض جہالت اور قرآن و سنت کی قبیح ترین تحریف ہے بلکہ قرآن مجید فرقان حمید کی بہت سے آیات سے سماعِ موتیٰ ثابت ہوتا ہے۔

ثبوت نمبر ۔ قال اللہ تعالیٰ واسئل من ارسلنا من قبلك

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

من رسلنا أجعلنا من دون الرحمٰن الهة يعبدون۔

ترجمہ۔ وہ رسول و نبی جو ہم نے آپ سے پہلے مبعوث فرماتے ان سے پوچھ لیجئے[۱۵] کیا ہم نے ذات رحمٰن جل و علاؐ کے بغیر کئی معبود مقرر کیے ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے یقیناً ایسا نہیں ہے۔

اگر انبیاء کرام میں حیات نہ ہوتی وہ خطاب و ندا کو نہ سمجھتے تو حق تعالیٰ اپنے محبوب کو دریافت کرنے کا حکم نہ فرماتا۔ تفسیر کبیر جلد سابع ص۴۳۰ پر ہے "عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب شب اسرائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ اقصیٰ پہنچایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور ان کی اولاد میں سے تمام رسولوں کو آپ کے لیے مسجدِ اقصیٰ میں جمع فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی اور اقامت کہی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیے اور نماز پڑھائیے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرائیل نے عرض کیا ان رسولوں سے جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے سے دریافت کر لیجئے (جیسا کی آیت میں ہے) آپ نے فرمایا لا اسئال لانی لست شاکا فیہ۔ میں نہیں پوچھتا مجھے کوئی شک نہیں۔

ثبوت نمبر۲۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وقالوا یا صالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین فاخذتهم الرجفة فاصبحوا[۵] فی دارهم جٰثمین فتولّٰی عنهم وقال یقوم لقد ابلغتکم رسالة ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین۔

ترجمہ۔ (قوم صالح علیہ السلام نے ان سے کہا) اے صالح جس عذاب کا تو ہمیں وعدہ دیتا ہے وہ ہمارے پاس لے آ، اگر تو درحقیقت مرسلین میں سے ہے۔ تو زلزلہ نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا۔ پس وہ لوگ اپنے گھروں میں تباہی و بربادی سے دوچار ہو گئے اور علیحدہ ہوتے وقت ان سے مخاطب ہو کر کہا اے میری قوم میں نے تمہیں رب کے پیغام پہنچائے اور نصیحت کی، لیکن تم تو نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

امام رازی نے تفسیر میں فرمایا "پہلا قول یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام

عہ۵ فاصبحوا فی دارهم جٰثمین۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی علیحدگی ان کی ہلاکت کے بعد پائی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ فا تعقیب اور فوری ترتب پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا اعراض ہلاکت کے بعد متحقق ہوا اور انہوں نے قوم کی ہلاکت کے بعد انہیں خطاب فرمایا جیسا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولوں کو خطاب فرمایا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ ان مرداروں کے ساتھ کلام فرما رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ لوگ ایسے جواب پر قادر نہیں جو تم سن سکو۔ جلد رابع ص ۲۵۵ قال ابوالسعود خاطبهم عليه الصلوة والسلام بذلك خطاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل قليب بدر حيث قال انا وجدنا ما وعدنا ربنا فهل وجدتم ما وعد كم ربكم حقا۔ جلد رابع ص ۲۱۸

علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی ہلاک شدہ قوم کو ایسے ہی خطاب فرمایا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں میں پھینکے ہوئے کفار سے خطاب فرمایا

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد خطاب فرمایا

ثبوت نمبر ۳۔ والنازعٰت غرقًا والناشطٰت نشطًا والسابحات سبحًا فالسابقات سبقًا فالمدبرات امرًا۔

قسم ہے ان نفوس قدسیہ کی سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں اور آسانی سے تیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں، پھر کام کی تدبیر کریں۔

مفسرین کرام نے صفات مذکورہ کو ملائکہ کے علاوہ نفوس کاملہ اور ارواح فاضلہ پر بھی منطبق فرمایا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں " آیت مذکورہ میں ان نفوس فاضلہ کے ساتھ قسمیں ذکر کی گئی ہیں جو موت کی وجہ سے ابدان سے بزور الگ کیے جاتے ہیں کیونکہ بدن سے الفت و محبت کی وجہ سے ان کی جدائی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جبکہ بدن اعمال خیر میں ان کے لیے بمنزلہ سواری کے ہوتا ہے اور بدن میں رہنا مزید خیر و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ تب وہ بدنوں سے جدائی کے بعد عالم ملکوت کی طرف بصد شوق گامزن ہوتے ہیں اور عالم ملکوت میں

magazine.mohaddis.com

پرواز کرتے ہوئے بارگاہ قدس میں سبقت لے جاتے ہیں، تب اپنے مرتبہ و درجہ اور قدرت و طاقت کی وجہ سے کارکنانِ قضا و قدر میں سے ہو جاتے ہیں۔ تفسیر روح المعانی ص ۲۴ جلد ۳۰ مطبوعہ تہران۔ علامہ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں۔ "لا ینبغی التوقف فی ان اللہ قد یکرم من شاء من اولیاءہ بعد الموت کما یکرمہ قبلہ بما شاء فیبرئی سبحانہ المریض وینقذ الغریق وینصر علی العدو وینزل الغیث وکیت وکیت کرامۃ لہ۔ روح المعانی جلد ۳۰ ص ۲۵۔

ترجمہ۔ اس امر میں توقف و تردد کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے اولیاء کو وصال کے بعد بھی کرامتوں سے نوازتا ہے، جیسا کہ حالت حیات میں پس کبھی مریض کو ان کے ہاتھ پر بطورِ کرامت شفا بخشتا ہے۔ کبھی کسی کو غرق ہونے سے بچاتا ہے کبھی دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے تو کبھی ان کے عرض کرنے پر بارش برساتا ہے وغیرہ

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ علامہ اسماعیل حقی۔ امام فخرالدین رازی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری نے بھی اسی سے ملتی جلتی تفسیر بیان کی ہے۔

(چوہدری محمد علی)

مولانا عبدالرحمان کیلانی

الجواب

۹۔ قرآنِ مجید سے سماعِ موتیٰ کی دلیل ۔ ۱

یہاں لفظ "وَاسْئَلْ" کا ترجمہ بعض مترجمین نے "پوچھو" کے بجائے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"احوال دریافت کرو" بھی کیا ہے (مثلاً فتح الحمید ترجمہ فتح محمد جالندھری) تاہم حاشیہ میں اکثر مفسرین نے وضاحت کر دی ہے کہ اس سے مراد ان رسولوں کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا ہے مثلاً:

۱۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین حاشیہ موضح القرآن (شاہ عبدالقادر) "ف ٦ یعنی ان رسولوں پر جو کتابیں اتری تھیں ان کو دیکھ لے یا ان کی امت کے لوگوں سے پوچھ لے۔"

۲۔ موضح القرآن از وحید الزمان نے بھی حاشیہ پر بالکل یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔

۳۔ تفہیم القرآن: ۴۴ رسولوں سے پوچھنے کا مطلب ان کی لائی ہوئی کتابوں سے معلوم کرنا ہے۔ جس طرح "فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی معاملہ میں اگر تمہارے درمیان نزاع ہو تو اسے اللہ اور رسول کے پاس لے جاؤ، بلکہ یہ ہے کہ اس میں اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت کی طرف رجوع کرو۔ اسی طرح رسولوں سے پوچھنے کا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ جو رسول دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں، ان سب کے پاس جا کر دریافت کرو۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ خدا کے رسول دنیا میں جو تعلیمات چھوڑ گئے ہیں، ان سب میں تلاش کر کے دیکھ لو، آخر کس نے یہ بات انہیں سکھادی کہ اللہ جل شانہ کے سوا بھی کوئی عبادت کا مستحق ہے؟

۴۔ ترجمہ رضا خاں بریلوی (کنز الایمان) اور حاشیہ نعیم الدین مراد آبادی "۴۵ رسولوں سے سوال کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ادیان و ملل کی تلاش کرو۔ کہیں بھی کسی نبی کی امت میں بت پرستی روا رکھی گئی ہے؟ اور اکثر مفسرین نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ مومنین اہل کتاب سے دریافت کرو۔ کیا کسی نبی نے غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دی؟ تاکہ مشرکین پر ثابت ہو جاتے کہ مخلوق پرستی نہ کسی رسول نے بتائی نہ کسی کتاب میں آئی۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ شبِ معراج سید عالمؐ نے بیت المقدس میں تمام انبیاءؑ کی امامت فرمائی۔ جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے جبریل نے عرض کیا کہ اے سرورِ اکرمؐ، اپنے سے پہلے انبیاءؑ سے دریافت فرمالیجئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی اور کی عبادت کی اجازت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دی؟ حضورؐ نے فرمایا کہ اس سوال کی کچھ حاجت نہیں۔ یعنی اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ تمام انبیاءؑ۔ توحید کی دعوت دیتے آئے۔ سب نے مخلوق پرستی کی ممانعت فرمائی۔"

اب دیکھیے ہم نے چار مختلف مکاتب فکر کے مفسّرین کے حواشی بلیش کر دیے ہیں۔ اور چاروں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ یہاں "وَاسْئَلْ" سے مراد ان کی کتابوں سے یا مؤمنین اہلِ کتاب سے معلوم کرنا ہے۔ نہ کہ گزشتہ رسولوں سے دریافت فرمانا۔ اور پانچویں فتح محمد جالندھری بھی ہیں۔ جنھوں نے ترجمہ میں ہی یہ مسئلہ حل کر دیا۔ البتہ کنز الایمان کے مفسّر نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے ایک روایت بھی درج فرمائی۔ اور یہی روایت جناب محمد علی صاحب مضمون کو بھی پسند آئی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس مضمون میں یہ روایت تفسیر کبیر ج ۷، ص ۴۳۰ کے حوالہ سے درج فرمائی ہے۔ لیکن یہ روایت غلط معلوم ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ سورۃ زخرف کی یہ آیت واقعہ معراج سے کافی عرصہ بعد نازل ہوئی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل، جس میں مسجدِ اقصیٰ کے واقعہ کا ذکر ہے، کا ترتیب نزول کے حساب سے نمبر ۵۰ ہے۔ جبکہ سورۃ زخرف کا ترتیب نزول کے حساب سے نمبر ۶۳ ہے۔ معراج کا واقعہ ہجرت سے دو سال قبل کا ہے۔ جبکہ سورۃ زخرف اس وقت نازل ہوئی جبکہ کفار آپؐ کی جان کے درپے تھے۔ جیسا کہ اس سورہ کی آیت نمبر ۷۹، ۸۰ سے واضح ہے۔ لہٰذا قبل از نزول آیت مذکورہ، جبریلؑ کا حضورؐ سے یہ کہنا کہ "ان رسولوں سے پوچھ لیجئے" اور پوری آیت پڑھ جانا — یہ کیسے ممکن ہے؟

پھر اگر اس روایت کو درست بھی تصور کر لیا جائے تو بھی اس پر درج ذیل اشکال وارد ہوتے ہیں۔

۱۔ مسجدِ اقصیٰ میں سوا لاکھ پیغمبروں کے (برزخی زندگی میں) جمع ہونے کے علاوہ اس سے قبل، تمام بنی نوعِ انسان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت بھی حاضر کیا تھا جب ان سے عہد "الست" لیا تھا۔ اور اس دور کو خدا تعالیٰ نے موت کا دور کہا ہے تو پھر تو سماعِ موتیٰ کے قائلین کو اس معراج والے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سوال جواب کے بجائے اس واقعہ سے نبوت پیش کرنے کا زیادہ فائدہ ہے کیونکہ اس موت کے دور میں روحوں نے صرف سنا ہی نہیں تھا بلکہ جواب بھی دیا تھا۔

۲۔ جبریلؑ نے حضور اکرمؐ سے کہا بھی کہ انبیاءؑ حاضر ہیں۔ ان سے سوال کیجئے۔ لیکن آپؐ نے پھر بھی سوال نہیں کیا تو اس آیت پر عمل کیا ہوا؟

۳۔ پھر جب آپؐ نے سوال ہی نہیں کیا، نہ ہی انبیاءؑ کی ارواح نے کچھ جواب دیا تو سماعِ موتی ثابت کیسے ہوا؟ اور اس روایت سے آپ کا استدلال درست کیونکر؟

ان تصریحات سے البتہ یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "وَاسْئَلْ" کا حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ اختیاری ہے۔ یعنی اگر آپؐ چاہیں تو سابقہ انبیاءؑ کی کتب یا ان یہود و نصاریٰ کے مومنین یا بمصداق روایتِ بالا انبیاءؑ کی ارواح سے پوچھ سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ آپؐ کو یقین تھا کہ ایسی بات کا کسی الہامی کتاب میں لکھا ہونا ناممکن ہے۔ لہٰذا آپؐ نے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھا اور نہ ہی سماعِ موتی کے استنباط کی گنجائش باقی رہی۔

لـہ اس حدیث پر میں اپنے مضمون مطبوعہ محدث ربیع الاول ۱۴۰۴ھ کے ص ۹۳/۴۵ پر زیرِ عنوان "موضوع احادیث" بحث کر چکا ہوں۔

للـہ طبرانی کی اس حدیث پر بھی مندرجہ بالا مضمون ص ۹۴/۴۴ پر بحث کر چکا ہوں۔

۱۲ـہ شہداء کی زندگی پر میں اپنے مندرجہ بالا مضمون مطبوعہ محدث ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ ص ۱۴۱/۴۵ پر اور ربیع الآخرہ ۱۴۰۵ھ ص ۱۹۳/۱۹ پر مفصل بحث کر چکا ہوں۔ لہٰذا ان تمام مباحث کے تکرار کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

۱۳ـہ من دون اللہ کی تشریح:

"وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا ..... وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ"

کی تشریح کے سلسلہ میں جناب محمد علی صاحب موصوف نے جن مفسرین کے اقوال پیش فرمائے ہیں، تفسیر ابنِ کثیر اور تفسیر خازن کے مطابق "من دون اللہ" سے مراد بت ہیں، جبکہ تفسیر کبیر کے مطابق "من دون اللہ" سے مراد قطعاً بت نہیں ہو سکتے کیونکہ بت تو قیامت کے دن بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ لہٰذا اس سے مراد وہی موتی ہو سکتے ہیں جو قیامت کو زندہ ہو کر جواب

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دیں گے اور گفتگو کریں گے۔ گویا آپ نے پہلے دو مفسروں کے اقوال کی خود ہی تیسرے مفسر کے قول سے تردید فرما دی۔ لہٰذا مجھے اب مزید کچھ لکھنے کی ضرورت بھی نہیں۔

ن۱۴ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی نبی، رسول، شہید اور صالح کی عبادت کی ہے تو اس آیت "اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" کے بموجب یہ بزرگ ہستیاں معبودانِ باطل کی عقوبت سے مستثنیٰ ہی رہیں گی۔ البتہ ان کو پوجنے والے ضرور جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلّم، لیکن اس سے سماعِ موتیٰ کیسے ثابت ہو گیا؟ یہ عقدہ ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ شاید اس پر موصوف کچھ روشنی ڈال سکیں۔ اس سے تو الٹا یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو سماعِ موتیٰ کو درست سمجھ کر انہیں پکارتے رہے یا عبادت کرتے رہے ہیں ان کو ان کے اس جرم کی سزا یہ ملے گی کہ وہ جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ رہی یہ بزرگ ہستیاں، تو چونکہ ان کا اپنا کوئی قصور نہیں، لہٰذا انہیں دوزخ سے دُور رکھا جائے گا اور جو بتوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا تو وہ بھی محض مشرکین کے اس زعمِ باطل کی تردید اور مزید حسرت و یاس کے احساس دلانے کے لیے ہو گا۔ ورنہ پتھر کے بتوں کا اپنا کیا قصور ہو سکتا ہے اور جہنم میں داخل کرنے سے انہیں کیا نقصان پہنچے گا؟

جناب محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

"بلکہ قرآنِ مجید کی بہت سی آیات سے سماعِ موتیٰ ثابت ہوتا ہے۔"

اب درج بالا آیت سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے اس کی تو ہم نے وضاحت کر دی ہے۔ باقی جو آیات درج فرما کر آپ نے ثبوت پیش کیے ہیں وہ "وَاسْئَلْ" کے الفاظ سے شروع ہونے والی آیت کے علاوہ صرف ایک مزید آیت ہے جو ن۱۶ کے تحت زیرِ بحث آ رہی ہے۔

ن۱۵ اس آیت پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔

ن۱۶ نہ ہمیں قلیبِ بدر کے واقعہ سے انکار ہے نہ ان مفسرین کی تفسیر سے۔ یہ سب صورتیں معجزہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور استثنائی صورتیں ہیں۔ لہٰذا ان واقعات سے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

علی الاطلاق سماعِ موتیٰ ثابت کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ اس بات سے آخر کسے انکار ہے کہ اللہ جب چاہے مُردوں کو سنا سکتا ہے۔ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ آیا ہم لوگ بھی مُردوں کو سنا سکتے ہیں؟ یا عام حالات میں وہ ہماری بات بھی سن سکتے ہیں یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ واقعات ایسا ثبوت مہیا نہیں کرتے۔ بلکہ الٹا قرآنی نصوص اس کا ردضرور ثابت کرتی ہیں۔

۵۔ " وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا" کی تفسیر جو آپ نے روح المعانی کے حوالہ سے پیش فرمائی ہے۔ یہ تفسیر بالماثور کے خلاف ہے۔ صحابہؓ اور تابعینؒ سب نے یہاں فرشتے ہی مراد لیے ہیں نہ کہ نفوسِ فاضلہ۔ اور قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ کنز الایمان کے حاشیہ نویس جناب نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے بھی یہاں فرشتے ہی مراد لیے ہیں کیونکہ فرشتے ہی جسم میں ڈوب کر جان کو کھینچ نکالتے ہیں اور "مدبرات امر" بھی فرشتے ہی ہیں۔ یہاں جناب محمد علی صاحب نے جن چند مفسرین کے نام روح المعانی کی تائید میں پیش فرمائے ہیں یہ سب تصوف زدہ معلوم ہوتے ہیں۔ جنھیں ہر وقت یہ فکر دامنگیر ہوتی ہے کہ جہاں تک بن پڑے "فوت شدہ اولیاء اللہ" کا "تصرف فی الامور" بھی کسی طرح کتاب وسنت سے ثابت کیا جائے۔ روح المعانی کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ آپ معانی کی روح کھینچ کر ایسی تفسیر بیان فرما رہے ہیں۔ متصوفین حضرات ظاہری معانی کو ہیچ سمجھ کر بعینہٖ باطنی معانی کی دریافت میں اپنی کوششیں صرف کیا کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جو تفسیر صاحب روح المعانی نے پیش فرمائی ہے آیا قرآنِ کریم کے الفاظ ان معانی کے متحمل بھی ہیں یا نہیں؟

صاحبِ روح المعانی کے مطابق آیات نمبر (۱) اور (۲) کے معنی یا تفسیر یہ ہے:

" وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ"

" ان نفوسِ فاضلہ کی قسم جو موت کی وجہ سے بدن سے بزور الگ کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ بدن سے الفت ومحبت کی وجہ سے ان کی جدائی بہت مشکل ہوتی ہے۔"

اب دیکھئے درج بالا ترجمہ یا تشریح پر درج ذیل اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔

۱۔ " نَزَعَ " فعل متعدی بمعنی " کسی چیز کو اس کی قرار گاہ سے کھینچنا ہے" (مفردات)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"مَنزع" بمعنی "جان کنی کا وقت" ہے اور "غرق" فعل لازم بمعنی کسی چیز کا ڈوبنا ہے۔
اب اگر یہاں نازعات، اسم فاعل بمعنے کھینچنے والیاں (اردو محاورہ کی نسبت سے کھینچنے والے) سے مراد فرشتے لیے جائیں۔ تو آیت کا مطلب بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ فرشتے انسان کے جسم میں ڈوب کر اس کی رُوح کو نکال لیتے ہیں اور یہی بات کتاب و سنّت سے بھی ثابت و مسلّم ہے۔ لیکن اگر یہاں فرشتوں کے بجائے نفوسِ فاضلہ مراد لیے جائیں تو وُہ تو پہلے ہی اپنے اجسام میں موجود ہوتے ہیں۔ ان کے کسی دوسری چیز میں ڈوبنے اور اس کو اس کی قرار گاہ سے کھینچنے کی کیا تک ہے؟

۲۔ قرآن نے "نازعات" اسم فاعل کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ بمعنی کھینچنے والے یا والیاں۔ لیکن رُوح المعانی نے اس کا ترجمہ بصورتِ مفعول "بدن سے بزور الگ کیے جاتے ہیں" کیا ہے جو گرامر کے لحاظ سے غلط ہے۔

۳۔ "وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا"۔ فرشتے تو انسان کے جسم کے بند بند اور جوڑ جوڑ سے جان نکال لاتے ہیں لیکن نفوسِ فاضلہ جو پہلے ہی جسم میں موجود ہوتے ہیں اور "بدن سے الفت و محبت کی وجہ سے ان کی جدائی بہت مشکل ہوتی ہے۔" وُہ کیسے بند بند کو کھول سکتے ہیں؟ کیا بدن سے الفت و محبت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اس کے بند بند کو خود ہی کھولنا شروع کر دیں؟ غالبًا یہی وجہ ہے کہ صاحب روح المعانی نے "وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا" کا ترجمہ یا تفسیر ہی چھوڑ دی اور اس کے بجائے جو فقرہ درج فرمایا کہ "ان نفوسِ فاضلہ کو بدن سے الفت و محبت کی وجہ سے جدائی بہت مشکل ہوتی ہے؟" یہ دراصل ان کی اپنی طرف سے پہلی آیت کی مزید تشریح و تفسیر ہے۔

۴۔ جن نفوس کو اپنے بدن سے اتنی الفت و محبت ہو وہ فاضلہ ہو کیسے سکتے ہیں؟ عام نفوس کو تو فی الواقعہ بدن سے محبت ہوتی ہے۔ لیکن نفوسِ فاضلہ کو بدن سے ایسی محبت قطعًا نہیں ہوتی۔ یا پھر ایسے نفوس فاضلہ ہوتے ہی نہیں۔ بات دراصل وہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ اہلِ طریقت حضرات "فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا" میں اپنے مزعومہ "اولیاء اللہ" کو شریک بنانا چاہتے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہیں۔ لہٰذا انہوں نے پہلی آیت سے ہی نفوسِ فاضلہ کا لفظ شامل کر کے اس کے لیے بنیاد ہموار کرنا شروع کر دی۔ اور تان یہاں آکر ٹوٹی کہ "اس امر میں توقف و تردد کی کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے "اولیاء" کو مرنے کے بعد بھی کرامتوں سے نوازتا ہے جیسا کہ حالتِ حیات میں۔"

سوچنے کی بات ہے کہ وفاتِ نبویؐ کے وقت چار لاکھ کے قریب مسلمان موجود تھے اور سوا لاکھ تو حجۃ الوداع کے موقعہ پر موجود تھے اور یہ دورِ صحابہ کرامؓ ۱۱۰ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ اب ان چار لاکھ صحابہ کرامؓ سے پورے سو سال کے عرصہ میں صرف بارہ کرامات مذکور ہیں۔ پھر ان بارہ میں سے بھی بعض روایات ضعیف و مجروح ہیں۔ لیکن ہمارے ان اولیاء اللہ میں سے ہر ایک ولی کی زندگی کرامات سے بھرپور ہوتی ہے۔ پھر مرنے کے بعد بھی ان کی کرامات کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے۔ تو کیا ان اولیاء اللہ کے نفوس، صحابہ کرامؓ سے بہت زیادہ فاضلہ ہیں جن کی کرامات اور تصرف فی الامور کا یہ عالم ہے۔؟

(جاری ہے)

خلافت و جمہوریت

از قلم

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے!

ضخامت : ۲۸۸ صفحات

مجلد سنہری ڈائی دار ——— قیمت ۳۸ روپے

ناشر

ادارہ محدث ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن ——— لاہور ۱۴

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تحقیق و تنقید

جناب غازی عزیر

قسط ۳

(آخری)

آیت اللہ خمینی اپنی تقریر و تحریر کے آئینے میں!

آیت اللہ خمینی کے عقائد و افکار کی ایک ہلکی سی جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی، اب اندرون و بیرون ملک ان کا کیا کردار ہے، اس کی طرف بھی ذراسی توجہ فرمائیں۔ بقول ماہنامہ الفرقان لکھنؤ:

"ایران کے سرکاری مہمان خانہ بزرگ (استقلال ہوٹل) میں ٹھہرے ہوئے بیرونی مہمان اس قسم کے بُنٹنگز بالعموم دیکھتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے:

"سَنَتَّحِدُ وَسَنُقَاتِلُ حَتّٰى نَسْتَرِدَّ مِنْ اَيْدِي الْمُغْتَصِبِيْنَ اَرَاضِيْنَا الْمُقَدَّسَةَ، اَلْقُدْسَ وَالْكَعْبَةَ وَالْجَوْلَانَ"

یعنی "ہم متحد ہوں گے اور جنگ آزما ہوں گے۔ یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضے میں سے اپنی مقدس زمینیں یعنی بیت المقدس، کعبہ اور گولان واپس لے لیں" (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ مجریہ ماہِ ستمبر ۱۹۸۲ء)

روزنامہ "جسارت" کراچی میں جماعت اسلامی پاکستان کے مشہور اہلِ قلم و رکن جناب خلیل حامدی صاحب کا ایک مکتوب شائع ہوا تھا، جس کا اقتباس پیشِ خدمت ہے:

۱۲ ستمبر کو یہاں ذوالحجہ کی چھ تاریخ تھی۔ منیٰ میں روانگی کے لیے درمیان میں ایک دن رہ گیا تھا۔ اس وقت نہ صرف حرم شریف بلکہ ارد گرد کی سڑکیں، راستے اور محلے انسانوں سے بھرے پڑے تھے۔ طواف اور سعی میں شدید ہجوم تھا۔ ان حالات میں دس بجے صبح سے ایرانیوں نے عزیزیہ سے حرم شریف تک ایک جلوس نکالا اور حرم شریف میں اندھا دھند داخل ہو گئے۔ ان کی زبان پر یہ نعرے تھے، "امریکہ اور اسرائیل مردہ باد، خمینی رہبر و رہنما، انقلاب

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

انقلاب اور آزادیٔ قبلتین ہدف ما است ـــــ ان لوگوں نے ہاتھوں میں امام خمینی کی تصاویر اٹھا رکھی تھیں۔"

حامدی صاحب مزید فرماتے ہیں:

"یہ چیزیں تاریخ حرم میں کبھی حرم شریف کے اندر دیکھنے میں نہیں آئیں"

(روزنامہ جسارت کراچی مجریہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

غور فرمائیں کہ کعبۃ اللہ شریف کے اندر ہنگامہ آرائی، نعرے بازی اور آزادیٔ قبلتین کے عزائم کس فکر کے غماز ہیں؟

جناب صلاح الدین صاحب مدیر روزنامہ جسارت کراچی نے اپنے دورۂ ایران کی جو یادداشتیں مرتب کی ہیں، ان میں انہوں نے بعض بہت اہم اور ناقابلِ انکار حقائق پر سے پردہ کشائی کی ہے۔ مثلاً انہوں نے لکھا ہے کہ:

"اب وہاں خمینی صاحب کے محافظوں کی تعداد شاہ کے محافظوں سے دوچند ہے۔ ان کی رہائش گاہ کے چاروں طرف دو دو فرلانگ تک کا علاقہ مکمل طور پر خالی ہے اور یہ کہ عراق ایران جنگ خمینی صاحب نے ضرورت کے تحت جاری رکھی ہوئی ہے تاکہ ایرانی فوجیں مشغول رہیں اور صدام کا تختہ الٹ کر ایک نئی فتح کا کریڈٹ حاصل کیا جائے اور جوشِ انقلاب کو برقرار رکھا جائے ـــــ راشن بندی کے جملہ اخراجات آیت اللہ صاحبان کے سپرد کر کے جبر کی مکروہ صورت پیدا کر دی گئی ہے اور سزاؤں میں بے اعتدالی کا ایسا ریکارڈ قائم کیا گیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ نیز شخصیت پرستی کے جنون نے خمینی صاحب کا فوٹو مسجد کے محراب تک پہنچا دیا ہے اور اللہ اکبر کے ساتھ خمینی رہبر کا نعرہ عام ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے شیعہ تعصب کی طرف توجہ دلائی ہے: ..... مثلاً: انتخابات ہوتے تو سنی کردستان اور سنی بلوچستان کے اکثریتی علاقے اس حق سے محروم رہے اور تہران جیسے بڑے شہر میں ایک سنی مسجد تک نہیں ہے ـــــ الخ" (ماہنامہ حکمتِ قرآن لاہور مجریہ ماہ جنوری ۱۹۸۴ء ص ۳۰ بحوالہ روزنامہ جسارت کراچی)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

روزنامہ جنگ کراچی نے ندائے ملت لکھنؤ کے حوالہ سے لکھا ہے:

"تہران میں جہاں پانچ لاکھ سنّی مسلمان آزاد ہیں وہاں انہیں آج تک اپنی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ملی ہے۔ جبکہ وہاں عیسائیوں کے ۱۲ گرجے، ہندوؤں کے دو مندر، سکھوں کے تین گردوارے، یہودیوں کے دو عبادت خانے اور آتش پرستوں کے بارہ آتشکدے موجود ہیں ۔۔۔۔ شاہ کے زمانے میں عیدین کی نماز تہران کے سنّی مسلمان ایک پارک میں پڑھتے تھے لیکن جب سے (شیعہ) مذہبی حکومت قائم ہوئی ہے، عید کے دن اس پارک پر مسلح افواج کا پہرہ بٹھا دیا گیا اور اس میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ اسی طرح جمعہ کی نماز کے لیے مذہبی حکومت سنّیوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ تہران یونیورسٹی کے میدان میں شیعہ امام کی اقتداء میں جمعہ کی نماز پڑھیں۔ اس کے باوجود سنّی حضرات وہاں نماز نہیں پڑھتے بلکہ پاکستانی سفارتخانہ میں نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں ۔۔۔۔ ایران کے سنّی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ اور اشاعت اور اپنی اجتماعی فلاح و بہبود کے لیے نہ کوئی جلسہ کر سکتے ہیں اور نہ کوئی تنظیم قائم کر سکتے ہیں۔ پچھلے دنوں "شورائے مرکزی اہل سنت" کے نام سے سنّیوں نے ایک تنظیم بھی قائم کی تھی تو اسے وہاں کی مذہبی حکومت نے خلافِ قانون قرار دے دیا ۔۔۔۔ مسلمانانِ اہلِ سنّت اپنی مذہبی کتابیں منگواتے تھے لیکن مذہبی حکومت کے قیام کے بعد اس پر طرح طرح کی پابندیاں لگا دی گئیں، سرکاری سکولوں کا نصاب بدلا جا رہا ہے اور نئے نصاب میں شیعہ مذہب کے عناصر شامل کیے جا رہے ہیں تاکہ سنّیوں کے بچے غیر شعوری طور پر شیعہ مذہب کے پیرو بن جائیں۔ زاہدان کے صوبہ میں جہاں ۹۵ فیصدی سنّی مسلمان آباد ہیں۔ وہاں کے سرکاری سکولوں میں ابھی پانچ سو اساتذہ مقرر کیے گئے ہیں جن میں صرف ۳۶ر اساتذہ (یعنی ۲ء۷ فیصد) سنّی اور باقی ۴۶۴ اساتذہ شیعہ ہیں۔ ایسا اس لیے کیا جا رہا ہے کہ سنّی بچوں کو شیعہ مذہب میں آسانی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سے تبدیل کیا جا سکے۔ ایران میں اہلِ سنت کی تعداد ۳۵ فیصد ہے۔ شاہ کے سامراجی نظام کے خلاف لڑی جانے والی جنگِ آزادی میں شیعوں کے دوش بدوش ہزاروں سنیوں نے جانی و مالی قربانیاں دی ہیں لیکن جمہوری حکومت میں انہیں جو حصہ ملا ہے وہ ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے بالکل نہیں کے برابر ہے۔ مثال کے طور پر ۲۷۰ ممبرانِ پارلیمنٹ میں اہلِ سنت کی تعداد صرف ۹ ہے۔ جبکہ تناسب آبادی کے حساب سے ⅓ سے زیادہ کے وہ حقدار تھے یعنی پارلیمنٹ میں ان کی تعداد کم از کم ۸۰ ہونی چاہیے تھی۔ انتظامیہ اور عدلیہ میں اہلِ سنت کا وجود بالکل صفر کے برابر ہے۔ صوبائی اور ضلعی سطح کا کوئی ذمہ دار عہدہ تو بڑی بات ہے سنی فرقہ کا کوئی آدمی تھانیدار بھی نہیں ہے۔ ایران کے تین لاکھ پاسدارانِ انقلاب میں جو حکومت کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں اہلِ سنت کا ایک نمائندہ بھی نہیں ہے الخ۔"

(تعمیر حیات لکھنؤ مجریہ ۲۵ مئی ۱۹۸۳ء والیشیا لاہور مجریہ ۲۱ اگست ۱۹۸۳ء و روزنامہ جنگ کراچی جمعہ ایڈیشن مجریہ ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء بحوالہ ندائے ملت لکھنؤ)

ماہنامہ حکمتِ قرآن لاہور تعمیر حیات لکھنؤ کے حوالہ سے لکھتا ہے:

"ان (خمینی صاحب) کے ایران سے ترکانی قبائلی محض سنی ہونے کے جرم میں ظلم سہہ کر اب روس کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ ابتداء میں روس نے انہیں روکا بھی لیکن پھر اپنی سرحدیں کھول دیں اور گویا تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ روس کی ایران سے ملنے والی ۲۵۲۵ کلو میٹر لمبی سرحد کھولی گئی ہے لیکن خمینی صاحب ہیں کہ ٹھنڈے دل سے اپنے آپ کا جائزہ لینے کے بجائے یہ الزام لگا رہے ہیں کہ یہ لوگ کافر اور وحشی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کا بھیس اختیار کر رکھا ہے ــــ واحسرتا!

(تعمیر حیات لکھنؤ مجریہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء و ماہنامہ حکمتِ قرآن لاہور مجریہ ماہ جنوری ۱۹۸۴ء ص ۲۸، ۲۹ بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ان سب حقائق کے باوجود پروپیگنڈے کے میدان میں کہا جاتا ہے:

"شیعہ اور سنّی کے درمیان کوئی اختلاف ہے ہی نہیں۔" (بیان خمینی برائے حجاج ص۱۶)

اور:

"ایرانی پارلیمنٹ کے رکن ڈاکٹر حسن روحانی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امام خمینی نے ایران میں شیعوں کو ہدایت دے دی ہے کہ وہ اپنے سنّی بھائیوں کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔ اگر انہوں نے ایک ہی مسجد میں علیحدہ نماز قائم کی تو وہ گناہ کے مرتکب ہوں گے[1]" (روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۱۵ فروری ۸۳ء)

خمینی صاحب اسرائیل کے خلاف (مرگ بر اسرائیل) کے نعرے تو خوب لگاتے ہیں لیکن ان ظاہری نعروں کے درپردہ اسرائیل کے ساتھ ایران کے تعلقات کس قدر دوستانہ ہیں، ان کا اندازہ شاید اس اخباری رپورٹ سے ہو جائے گا جسے اردو ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور نے مشہور عربی ہفت روزہ "المجلہ" کے ایک مضمون کے ترجمہ کے طور پر شائع کیا ہے، جو اس حقیقت کا مظہر ہے کہ درپردہ ایران و اسرائیل کس قدر گلے مل رہے ہیں:

"امریکی ٹی۔ وی ایرانی وفد اور اسرائیلی وفد کی ملاقات کے بارہ میں بتلاتا ہے کہ اس ملاقات میں پچاس ملین ڈالر (تقریباً ۵ ارب ۸۵ کروڑ ہندوستانی روپیہ) کی رقم کے اسلحہ کا سودا طے ہوا ــــ عراق ایران جنگ کے ایک کمانڈر صباد شیرازی اور اسرائیلی ریٹائرڈ جنرل لیغازی کے تعلقات کا چاروں طرف چرچا ہے۔ جنرل لیغازی ہی کو اسرائیل نے عراق کے خلاف جنگی امور میں ایران کی مدد کے لیے بھیجا تھا ــــ عراقی

---

[1] شاید امام خمینی صاحب کے اس حکم کو اہل سنّت جذبۂ خیر سگالی سمجھیں لیکن درحقیقت بات یوں نہیں ہے۔ اس حکم کی اصل تقیہ ہے جس کا ثواب ان کی مستند و معتبر کتب کی روشنی میں ۲۵ گنا زیادہ ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اٹیمی پلانٹ کی تباہی کے سلسلہ میں اسرائیل کے کردار کا پورے یورپی اخبارات میں چرچا ہے ـــــ اور ایرانی قیادت اسرائیل سے اسلحہ وغیرہ جو لے رہی ہے تو اس لیے کہ شاہ کے زمانہ کا جو قرض اسرائیل کے ذمہ ہے اس کی وصولی کا اور کوئی ذریعہ نہیں ۔" (ہفت روزہ خدام الدین لاہور مجریہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۸۳ء)

عراق و ایران جنگ کی تباہ کاریوں سے شاید ہی کوئی ناواقف ہو۔ لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں، شہر کے شہر ویران ہو گئے۔ بڑی بڑی صنعتیں، معدنی تیل کے ذخائر اور مصفی (REF1NAR1ES) تباہ ہوئے، خلیج عرب کی حیات زیرِ آب معدوم ہوئی، لاکھوں عورتیں بیوہ ہوئیں، بچے یتیم اور لاوارث ہوئے، اربوں، کھربوں روپیہ کا اسلحہ راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ زرخیز علاقے بنجر بن گئے۔ فلک بوس عمارتیں کھنڈر بن گئیں، ملکی اور بین الاقوامی معیشت کا نظام و توازن درہم برہم ہو گیا اور ملک عالمی ترقی کی تیز دوڑ میں شاید کئی سو سال پیچھے رہ گیا۔ ان سب چیزوں کے بدلہ خمینی صاحب اور ایران کو کیا حاصل ہوا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں ـــــ بقول چند موقر مبصرین اور صحافیوں کے:

"ان کی ضدی طبیعت اور انانیت کی وقتی تسکین"،
"ان کے ذہنی خلل اور نفسیاتی تشنج میں کچھ ٹھہراؤ"

"اور عمر بن یزید نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص باوضوء اپنے وقت میں نماز پڑھ لے اور ان کے ساتھ بطور تقیہ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں پچیس درجے عطا کرے گا لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اس کام کی طرف رغبت کرو۔" (من لا یحضرہ الفقیہ باب الجماعت)

ایک اور مقام پر اسی بات کی ترغیب میں ایک دوسری روایت یوں مذکور ہوئی ہے:

"امام جعفر صادق سے حماد بن عثمان نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی ان (یعنی غیر شیعہ) کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھ لے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے رسول اللہ صلعم کے پیچھے صفِ اوّل میں نماز پڑھی۔" (من لا یحضرہ الفقیہ باب الجماعت)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"ان کے طویل شخصی محرومیت اور ملک بدر ہونے کے احساسات کا جزوی ازالہ" وغیرہ۔

لیکن جمی کارٹر کے دورِ صدارت میں امریکہ کے عالمی وقار کو خمینی صاحب کی حکمتِ عملی نے جو ٹھیس پہنچائی اور ایران کا غصب کردہ سرمایہ امریکہ کے قبضہ سے بالجبر نکلوایا، ان کے اس فعل کو بہت سے غیر جانبدار مبصرین نے پسند کیا لیکن بہت سے مبصرین یرغمالوں پر کیے جانے والے تشدد اور ذہنی ایذا رسانی کے باعث اسے ناپسند کرتے ہیں۔

اگر مندرجہ بالا تمام چیزوں سے متعلق اخبارات یا مختلف رسائل میں شائع شدہ بیانات اور رپورٹیں جمع کی جائیں تو کئی ضخیم دفتر درکار ہوں گے۔

یہ ہیں وہ خمینی صاحب (جو اس وقت دنیا بھر کی شیعہ آبادی کے قائد و امام کا رول ادا کر رہے ہیں اور جن کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ وہ امام آخر الزمان یعنی امام مہدی کی آمد تک قائم رہیں) کے سیاسی کردار کی ایک ہلکی سی جھلک! خمینی صاحب کی تحریروں اور ولایۃ الفقیہ بالحکومۃ الاسلامیہ، من ہنا المنطق اور جہاد النفس او الجہاد الاکبر) کے مندرجات، ان کی تقریروں اور ان کے سیاسی کردار کے متعلق روزمرہ کے اخباری بیانات کی روشنی میں خود ان کی ذات، ان کی فکر، ان کے عزائم، ان کی قائم کردہ مذہبی حکومت اور اس انقلاب کے بارہ میں کوئی رائے قائم کرنا کس حد تک آسان ہے۔ ان حقائق کے باوجود خمینی صاحب کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" کے ایک مترجم، جو ایک (سنّی) مذہبی جماعت سے وابستہ ہیں، اپنے مقدمہ میں انہیں "حقیقی اسلامی قائد" بتاتے ہیں "جو شیعہ سنّی اختلافات سے بالاتر ہیں۔" (صلا) نیز انہوں نے اس ایرانی انقلاب کو "اسلامی انقلاب" قرار دیتے ہوئے "دنیا بھر کے اسلامی انقلابات کا ہراول دستہ" بتلایا ہے، جس کے ذریعہ بقول ان کے "گلشنِ اسلام میں بہار آگئی ہے۔"

مترجم صاحب یہ بھی فرماتے ہیں: "ان کا فکری رشتہ علامہ اقبال، مولانا مودودی، حسن البنا شہید، سید قطب اور ڈاکٹر علی شریعتی سے ملتا ہے۔ فلہٰذا یہ ہمارا سرمایہ ہے۔" (صفحہ ۱۹،۱۸)

ایک اور مقام پر اس کا اظہار فرمایا گیا ہے:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"علامہ خمینی کی اسلامی تحریک مکمل اور جامع اسلامی تعلیمات کی علمبردار ہے" (اعتصام)

مترجم صاحب کے یہ سب اقوال باطل اور نہایت گمراہ کن ہیں۔ چنانچہ ہر صحیح العقیدہ مسلمان کو لازم ہے کہ شیعیت کے اس مبلّغ اور سرخیل (یعنی خمینی صاحب) کے بہروپ کو پہچانیں اور ان کے بارہ میں سستے، بازاری اور لچر قسم کے پروپیگنڈا کرنے والوں سے ہوشیار رہیں خواہ وہ کسی بھی جماعت (خواہ مذہبی ہو یا سیاسی) سے وابستہ ہوں۔ المختصر ایرانی انقلاب کو "ایک ظالم حکمران کو بادشاہت سے معزول کرنے کی کوشش" تو کہا جا سکتا ہے لیکن اسے اسلامی انقلاب قرار دینا سراسر خلاف واقعہ اور غلط بیانی ہے۔ اسی طرح اس انقلاب کے قائد آیت اللہ خمینی صاحب کو کسی عام، سطحی اور متعصب شیعہ عالم سے بلند و بالاتر یا شیعہ سنّی اختلافات سے بے نیاز سمجھنا حقیقت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب متبعین سنّت کو ہر قسم کے شر، گمراہی اور ضلالت سے محفوظ و مامون رکھیں۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ!

شعر و ادب

غزل

اسرار احمد سہاوری

مجھ کو دیوانہ بنا کر خوب رُسوا کیجئے
غنچہ و گل میں سما کر مجھ سے پردہ کیجئے

شوئ قسمت کا اپنی یُوں مداوا کیجئے
حسن یکتا کو دلوں میں جلوہ فرما کیجئے!

خود ہی ہو جائیں گے وُہ محو تماشائے جنوں
دل میں ذوقِ جستجو کا حسن پیدا کیجئے

ساقیٔ محفل ہی جب اپنی نگاہیں پھیر لے
کس لیے پھر اہتمام جام و مینا کیجئے

اشک کا طالب ہے ہر خارِ مغیلانِ حرم،
خون کے چھینٹوں سے پھر تزئین صحرا کیجئے

گر، ہجوم سرفروشاں میں نہیں کوئی شریک
کام جو کرنے کا ہے خود اس کو تنہا کیجئے

مصلحت کوشی اگر مانع ہے بزم ناز سے
دل کے دیوانے کو اپنے کار فرما کیجئے

جاں سپاری عشق کا اسرار گر ہے مدّعا
سر فروشی کے لیے بڑھ کر یہ سودا کیجئے!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

Regd. No. L. 7895 Phones : 852897 - 63210

Monthly MOHADDIS Lahore-14

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

★ عناد اور تعصّب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور افکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا، حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے ـــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عباد صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ـــــ لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدّث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ/۲۰ روپے فی پرچہ ۲ روپے